بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

اولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

جلد 48

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 33

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

6 جمادی الاوّل 1420 ہجری 19 / ظہور 1378 ہش 19 / اگست 1999ء

لندن ۱۴ ؍ اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ کل حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تھوکنا سکھلایا۔ کیا تم اس سے لڑو گے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اپنے دلوں میں غور کرو کہ کبھی خدا نے کسی جھوٹے کے ساتھ ایسی رفاقت کی کہ قوموں کے ارادوں اور کوششوں کو اس کے مقابل پر ہر ایک میدان میں نابود کر دیا۔ اور ان کو ہر ایک کو اس کے حملہ میں نامراد رکھا۔ باز آجاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دُعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دُعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے تم نے میرا نام مسیلمہ کذّاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کس نے تم میں سے مباہلہ کیا کہ آخر اس نے ذلّت یا موت کا مزہ نہ چکھا۔

اول تم میں سے مولوی اسمٰعیل علی گڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا سو تم جانتے ہو کہ شائد دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔ سو کئی سال ہو گئے کہ غلام دستگیر بھی مر گیا وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے۔ اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا دیکھو اور عبرت پکڑو پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو کے والا اُٹھا۔ اس نے بھی ایسے ہی الہام شائع کئے آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر عبد الحق غزنوی اٹھا اور بالمقابل مباہلہ کر کے دعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو۔ دنیا میں اس کی قبولیّت کا نام و نشان نہ رہے سو تم خود دیکھ لو کہ ان دُعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر ایک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے۔ آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا۔ اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس آدمی میرے دوست تھے اور آج ستر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادتمند کر دیا۔ اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔

(نزول المسیح صفحہ ۳۲-۳۳)

قادیان دارالامان کی مقدس سرزمین پر ۱۰۸واں

جلسہ سالانہ قادیان

۱۳ ؍ ۱۴ ؍ ۱۵ ؍ نومبر ۱۹۹۹ء کو ہوگا

احباب جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال رمضان المبارک کے پیش نظر 108ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 13-14-15 نبوت 1378- ہش (13-14-15 نومبر 1999) بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

گیارہویں مجلس مشاورت بھارت

۱۶ ؍ نومبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد مورخہ ۱۶ ؍ نومبر ۱۹۹۹ء بروز منگل جماعتہائے احمدیہ بھارت کی گیارہویں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

۱۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ ۱۵ ؍ اکتوبر تک شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے منتخب نمائندگان کی فہرست سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

۲۔ شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز جماعتوں سے مشورہ کے بعد ۱۵ ؍ ستمبر تک بھجوا دی جائیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے امسال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے ستمبر کی ۲۸ ؍ ۲۹ ؍ اور ۳۰ ؍ تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا گیا ہے رسالہ مشکوٰۃ کے اگلے شمارہ میں بھی شائع کیا جائے گا۔ تمام مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت ۹۹ء

اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت کیلئے 26-27 ستمبر بروز اتوار اور پیر کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔ اور دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو غیر معمولی کامیاب اور بابرکت بنائے (آمین)

[صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان]

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان::

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 19 اگست 1999ء

صدی کا آخری سورج گرہن!

اس ماہ کی ۱۱ر تاریخ کو بیسویں صدی کا آخری سورج گرہن کرۂ ارض کے شمال مغرب کی طرف سے ہوتا ہوا جنوب مشرق کی طرف ایشیا و یورپ کے کئی ملکوں میں کہیں جزوی طور پر اور کہیں کلی طور پر دیکھا گیا۔ انگلینڈ سے ہوتا ہوا ایران پاکستان اور ہندوستان کے کچھ مقامات پر مکمل طور پر اس گرہن کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

جب سے قدرت خداوندی سے یہ نظام شمسی قائم ہے سورج و چاند گرہن اپنے مقررہ دوروں میں لگتے چلے آرہے ہیں اس کی سائنسی توجیہ اب سامنے آئی ہے لیکن قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل اس کی حقیقت کو آشکار کر دیا تھا قرآن مجید سے قبل مختلف مذاہب میں بھی اپنے اپنے ڈھنگ سے اس کی توجیہات کی جاتی رہی ہیں جو ظاہری اعتبار سے تو یقیناً غلط ہیں لیکن اگر کوئی انہیں غلط نہ کہہ سکے تو صرف ایک تمثیل کہہ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندو نظریہ اور مقدس کتب کے مطابق جس وقت راھو اور کیتو سورج دیوتا کو نگل لیتے ہیں تو سورج گرہن لگ جاتا ہے۔

ہندو مذہب کی طرح بائبل بھی نہ تو زمین کے گول ہونے کی قائل ہے اور نہ ہی زمین سمیت سورج چاند اور دیگر سیاروں کے اپنے محور اور پھر اپنے مقررہ راستوں پر گردش کو صحیح تسلیم کرتی ہے چنانچہ اس بناء پر ایک زمانے تک چرچ کی طرف سے مشہور سائینسدان گلیلیو پر کفر کا فتویٰ رہا ہے۔ ہندو مقدس کتب اور بائبل کے نزدیک یہ **زمین گول نہیں بلکہ چپٹی** ہے جو گھومتی نہیں بلکہ ایک مقام پر منجمد ہے چنانچہ زمینی زلزلوں کی اب تک یہی **مضحکہ خیز توجیہہ پیش کی جاتی** رہی کہ گویا زمین کے نیچے ایک بیل ہے جس نے زمین کو اپنے سینگ پر اُٹھایا ہوا ہے جب وہ تھک کر **اپنے ایک سینگ** سے دوسرے سینگ پر زمین رکھتا ہے تو اس کے نتیجہ میں زلزلہ آجاتا ہے۔

قرآن مجید ان سب باتوں کو غلط قرار دیتے ہوئے سورج چاند اور زمین کی گردش کو نہ صرف اپنے محور پر قرار دیتا ہے بلکہ وہ ان کے معینہ و مقررہ راستوں پر بھی ان کی گردش کا قائل ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے۔

وھُوَ الَّذِی خَلَقَ الَّیلَ والنَّھَارَ والشَّمسَ والقَمَرَ کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسبَحُون۔
(الانبیاء ۳۴)

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے یہ سب (آسمانی سیارے) اپنے اپنے محور میں بے روک چل رہے ہیں۔

قرآن مجید سیاروں کے اپنے محور میں گردش کرنے کے علاوہ معینہ و مقررہ راستوں پر بھی ان کی گردش کو تسلیم کرتا ہے فرمایا۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّلَھَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ٥وَالْقَمَرُ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ٥لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِی لَھَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ وَکُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ (یٰس ۳۹،۴۱)

ترجمہ: اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلتا جارہا ہے یہ غالب اور علم والے (خدا) کا مقرر کردہ قانون ہے۔

اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کیلئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں یہاں تک کہ وہ (ان منزلوں پر چلتے چلتے) ایک (مڑی ہوئی) پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑے بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستے پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔

قرآن مجید پر ایمان لانے والے کو یہ سمجھنے میں ہرگز دیر نہیں لگتی کہ سورج چاند اپنی گردش کے نتیجہ میں ایک زاویے پر اکٹھے ہو سکتے ہیں اور اسی طرح ان کے اکٹھے ہونے کے نتیجہ میں اہل ارض کچھ وقت کیلئے سورج کی روشنی سے محروم ہو سکتے ہیں جسے سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور جب زمین اپنی گردش کے دوران سورج اور چاند کے درمیان ایک زاویے میں آجاتی ہے تو چاند سورج کی روشنی سے محروم ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب ہیں

اب دیکھئے! گزشتہ فرسودہ خیالات جو سورج چاند گرہن کے متعلق بعض مذاہب میں پائے جاتے ہیں قرآن مجید کس طرح واضح طور پر ان کا بطلان کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج چاند گرہن کے تعلق میں تمام گزشتہ توہمات کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جب وفات ہوئی تو وفات کے بعد سورج کو گرہن لگا اس پر بعض لوگوں نے سمجھا کہ یہ گرہن صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے نتیجہ میں لگا ہے آپ نے فوراً اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ گرہن کا کسی کی موت و حیات سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب توہمات ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ یہ واقعہ بھی آنحضرت ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے نعوذ باللہ اگر کوئی پاکھنڈی ہوتا تو اپنے بیٹے کی وفات پر سورج گرہن کو بھی اپنے صداقت کا معجزہ قرار دے سکتا تھا۔ لیکن آپ نے قطعی طور پر اس کی نفی فرمائی۔

یہ تو ایک حقیقت ہے کہ گرہن کا عمل ایک خالص نظام شمسی کا عمل ہے لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس عمل کے نتیجہ میں زمین پر جسمانی اعتبار سے تغیرات رونما ہوتے ہیں۔ اسی پر سائنسدان ایک عرصہ سے تحقیق کرتے چلے آرہے ہیں چنانچہ سورج گرہن کے نتیجہ میں آنکھوں پر اثر کرنے والی کرنوں کا اخراج تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے بی بی سی کے مطابق موجودہ سورج گرہن کے موقع پر انگلینڈ جیسے ترقی یافتہ ملک کے باشندوں نے بھی جب اپنی ننگی آنکھوں سے اس عمل کو دیکھا تو اکثر نے آنکھوں میں تکلیف کی شکایت کی ہے۔ علاوہ اس کے سائنسدان سورج گرہن کے دوران جہاں سورج کے اندرونی حصہ کی ریسرچ کر رہے ہیں وہیں یہ بات بھی موضوع بحث بن چکی ہے کہ سورج گرہن کے زمین کے درجہ حرارت موسم اور جانوروں وغیرہ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں ایسی ہیں کہ سائنسدان انہیں ایک حد تک مان بھی رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ یہ عمل یقیناً کسی حکمت عملی سے خالی نہیں ہے۔

علاوہ ان جسمانی اثرات کے سورج چاند گرہن کے اہل ارض پر روحانی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں مثال کے طور پر گرہن کے دوران سورج کی روشنی کا خاتمہ دراصل روحانی اعتبار سے انسان کی ظلمت و ضلالت کی نشاندہی بھی کرتا ہے چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اپنے زمانہ میں ۱۸۹۴ء میں ماہ رمضان میں ظاہر ہونے والے سورج چاند گرہن کے متعلق فرمایا۔

"یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو ان کے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کیا سو خدا تعالیٰ ان دونوں نشانوں کے ساتھ ان کو ڈراتا ہے اور ہر ایک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت آگیا۔ (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۴۱)

مذکورہ گرہن کے بعد دنیا پر طاعون کی شکل میں ایک سخت عذاب آیا تھا جس سے لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن گئے تھے۔ کیا عجب کہ صدی کے آخر پر ظاہر ہونے والا یہ گرہن بھی ایڈز جیسی ایک قسم کی طاعون کے خوفناک طور پر پھیل جانے کی طرف اشارہ ہو جو آئندہ صدی کے ابتدائی سالوں میں نہایت خوفناک صورت میں عالمگیر عذاب کی شکل میں ظاہر ہونے والا ہے۔

اس کی طرف ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج سے تین سال قبل فرمایا تھا

"یہ بیماری (ایڈز) بڑھ رہی ہے اور اندر ہی اندر ایک بم شیل کی شکل اختیار کر رہی ہے اور یہ بم ضرور پھٹے گا اور غالباً اس صدی کے آخر تک پھٹے گا اور جب یہ پھٹے گا تو پہلے سے بڑھ کر چونکہ زیادہ وسیع علاقے میں پھیلا ہوگا اور احمدیت کی تائید میں ایک نشان بن جائے گا اور انشاء اللہ اس وجہ سے کثرت سے لوگ احمدی ہوں گے لیکن جماعت پر فرض ہے کہ پہلے وہ اس بات کو عام کرے اور دنیا کو متنبہ کرے کیونکہ خطرناک بیماریوں سے اور وباؤں سے متنبہ کرنا ہر مذہبی آدمی کا بنیادی اور اخلاقی فرض ہے اس کو بہر حال ادا کرنا چاہئے اس لئے یہ تنبیہہ کہ یہ سزا ہے اس سے بچو اس کا علم احمدیوں کو اُٹھانا چاہئے۔

(درس القرآن رمضان المبارک۔ فرمودہ ۳۱ر جنوری ۱۹۹۶ء)

اس کیلئے ضروری ہے کہ دنیا بے حیائیوں اور فحاشیوں سے باز آنے کے ساتھ ساتھ اس روحانی نعمت اور نور کی طرف توجہ کرے جو ان کی بھلائی کیلئے خدا نے قادیان کی سرزمین پر اُتارا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(منیر احمد خادم)

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگولین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794, 27-0471

خطبہ جمعہ

خلافت ثالثہ کے دور میں شہید ہونے والے احمدیوں کی شہادت کا دلگداز تذکرہ

سفاک قاتلوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے عبرتناک سلوک کے لرزہ خیز واقعات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۸ر جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۸ر احسان ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی

بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾-(سورة البقرہ آیات ۱۵۴تا۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

آج کے خطبہ سے میں خلافت ثالثہ کے شہداء کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ سب سے پہلے اس ضمن میں **رستم خان شہید** مردان کا ذکر ہوگا۔ یوم شہادت ۱۱ر فروری ۱۹۶۶ء۔ مکرم رستم خان صاحب شہید کو خلافت ثالثہ کے **دور میں پہلا شہید** ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ اگرچہ اُن کے حالات بہت حد تک جماعت کی تاریخ میں محفوظ ہیں لیکن اُن کے بعض بچوں نے حال ہی میں جو واقعات لکھ کر بھجوائے ہیں غالباً وہ زیادہ مکمل ہیں اس لئے انہی کے بیان پر اکتفاء کرتے ہوئے اس شہادت کا تذکرہ کرتا ہوں۔

نام رستم خان خٹک شہید۔ پشاور کے قریب ایک گاؤں جلوزئی کے رہنے والے تھے۔ خود احمدی ہوئے تھے اور اپنے گاؤں بلکہ آس پاس کے کئی گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدی ہونے پر سارا گاؤں اُن کا مخالف ہوگیا۔ اور انہیں گھر سے نکال دیا گیا، جائیداد سے عاق کیا گیا۔ ان پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا گیا کہ قادیانیت سے توبہ کرلو۔ ان کے بچوں میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ چچا وغیرہ چاہتے تھے کہ ان کی نسل کو ہی ختم کر دیا جائے۔ بیٹیوں کو گاؤں لے جاکر بیچنے کی سازش کی گئی۔ بیٹے کرنل عبدالحمید حال راولپنڈی کو بارہا جان سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ شہید اپنی سروس کے سلسلے میں زیادہ تر باہر رہتے تھے۔ گاؤں کی مسجد کے مولوی نے فتویٰ دیا کہ جو کوئی رستم خان کی نسل کو ختم کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ ان کی بیگم کو ایک دو دفعہ کسی مرگ پر گاؤں جانا ہوا تو کھانے پینے کے برتن الگ ہوتے تھے۔ سب اچھوتوں والا سلوک کرتے تھے۔ کھانے میں زہر ملانے کی بھی سازش کی گئی جو کہ ناکام ہوئی۔

جب ۹ر فروری ۱۹۶۶ء کو شہید کے والد کی وفات ہوئی تو ان کی لاش لے کر بچے گاؤں گئے۔ گاؤں پہنچتے ہی تمام گاؤں میں مولوی نے اعلان کیا کہ "لوگو! خوش ہو جاؤ، آج رستم خان قادیانی آیا ہے۔ اس کو قتل کر دو اور اس کی اولاد کو علاقہ غیر میں بیچ دو یا پھر گاؤں میں بیاہ دو۔ اس کا ایک بیٹا ہے اس کو مار ڈالو اور اب جو بھی ثواب کمانا چاہتا ہے، بہادر بنے اور سامنے آئے کیونکہ جنت کمانے کا بڑا ذریعہ سامنے آیا ہے"۔

رات کو رستم شہید کے والد کی تدفین سے پہلے جب یہ اعلان ہوا تو انہوں نے اپنی بیگم کو بلا کر کہا کہ تم کسی طرح سے اپنے بھائیوں عبدالسلام اور عبدالقدوس کو اطلاع کرو کہ وہ تعزیت کے بہانے گاؤں آئیں اور بچوں کو ساتھ لے جائیں کیونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں اور مجھے بیٹیوں کا خطرہ ہے۔

دوسری طرف بیٹا عبدالحمید جو اُن دنوں کیڈٹ کالج حسن ابدال میں پڑھتا تھا اور اٹھارہ سال کا تھا، دادا کی وفات پر گاؤں آرہا تھا۔ جونہی وہ گاؤں پہنچا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص منہ پر ڈھاٹا باندھے گاؤں کے باہر جہاں ویگن رُکتی ہے، ایک جگہ چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ عبدالحمید نے اُس کو دیکھ لیا اور پیچھے سے جاکر پکڑ لیا۔ دیکھا تو وہ اُس کا چچا تھا۔ اس نے کہا چچا آپ۔ چچا گھبرا کر بولا کہ ہاں مَیں تمہاری حفاظت کے لئے بیٹھا ہوں کیونکہ لوگ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے جب یہ واقعہ اپنی امی کو سنایا تو وہ اور بھی پریشان ہوگئیں اور انہیں اور دوسرے بچوں کو ماموں کے آنے پر وہاں سے نکلوا دیا۔

دوسرے روز ۱۱ر فروری ۱۹۶۶ء کو رستم خان شہید صبح کی نماز کے لئے وضو کرنے کھیتوں کی طرف جارہے تھے کہ فائر کی آواز آئی۔ ان کی بیگم یہ آواز سن کر باہر کی طرف بھاگیں۔ پیچھے سے رستم شہید کے بھائیوں نے پکڑ لیا لیکن وہ چونکہ پہلے سے چوکنا تھیں اس لئے اُن کو دھکا دے کر باہر نکل گئیں۔ باہر جاکر دیکھا تو دشمن اپنا کام کر چکے تھے اور ان کے خاوند راہِ مولا میں شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ لوگ بچوں کو ڈھونڈنے لگے لیکن بچے تو وہاں سے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ ان کی بیگم کو اللہ تعالیٰ نے صبر کی قوت دی۔ گاؤں کے مولوی نے آکر کہا کہ کِس پر رپورٹ درج کرو گی۔ انہوں نے کہا یہ معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ تم سب لوگ راستے سے ہٹ جاؤ۔ میں اپنے خاوند کی لاش کو پشاور لے کے جاؤں گی اور وہاں ہماری جماعت کے لوگ دفن کریں گے۔ ایک بیوہ عورت کی دلجوئی کی بجائے تمام گاؤں والے ان پر دباؤ ڈالنے لگے کہ اس کو یہیں دفنا دو اور بچوں کو ہمارے سپرد کردو تاکہ ہم انہیں پھر مسلمان بنالیں۔

اس وقت ان کی بیگم نے نعش کے سامنے ایک تقریر کی کہ "آج تو میں اپنے خاوند کی لاش کو یہاں سے لے جاکر رہوں گی۔ لیکن یاد رکھنا کہ جس سچائی کو رستم خان نے پایا تھا، میں اور میری اولاد اُس سے مڑنے والے نہیں۔ انشاء اللہ رستم خان کی نسل پھیلے گی"۔ تمام لوگوں نے کہا کہ یہ عورت پاگل ہوگئی ہے۔ بجائے بَین کرنے کے بڑی بڑی باتیں کرتی ہے۔ اگلے دن ان کی بیگم شہید کی لاش لے کر پشاور آئیں اور وہاں تدفین ہوئی۔

دشمنوں کا انجام۔ ایک سال کے اندر اندر ان کے ایک بھائی جس نے ان کے بیٹے حمید کو بھی مارنے کی کوشش کی تھی، اُس کا جواں سال اکلوتا بیٹا کنوئیں میں ڈوب کر مر گیا۔ دوسرے چچا کے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ تیسرے چچا کو ناگہانی موت آگئی۔ کچھ پتہ نہیں چلا کہ کیوں مرا۔ اور ایک چچا کا سارا گھر اچانک بارشوں سے گر گیا اور اُس کے دو بچے موقع پر ہی مَر گئے۔

رستم خان شہید کے پسماندگان۔ بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹا کرنل عبدالحمید خٹک راولپنڈی میں رہتے ہیں۔ بڑی بیٹی شمیم اختر صاحبہ کرنل نذیر احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ دوسری بیٹی رقیہ بیگم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب کی اہلیہ ہیں۔ تیسری بیٹی یاسمین ڈاکٹر قاضی مسعود احمد صاحب امریکہ کی اہلیہ ہیں۔ چوتھی بیٹی نگہت ریحانہ بھی امریکہ میں ہیں اور ناصر احمد کی اہلیہ ہیں۔ پانچویں بیٹی ناہید سلطانہ صاحبہ کرنل اویس طارق صاحب کی اہلیہ ہیں اور کینیڈا میں مقیم ہیں۔

مولوی عبدالحق نور صاحب۔ تاریخ شہادت 21 دسمبر 1966ء۔ آپ قادیان کے قریب ایک گاؤں "بھٹیاں گوت" کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد مکرم الٰہی بخش صاحب ایک معروف زمیندار تھے اور ہندو، سکھ اور مسلمان سب آپ سے اپنے معاملات کے فیصلے کرواتے تھے۔ آپ نے چار سال تک بطور ہیڈ ماسٹر ملازمت کرکے ملازمت کو خیرباد کہہ دیا۔ لمبی سوچ بچار اور دعاؤں کے بعد 1934ء کے جلسہ سالانہ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے کے فوراً بعد ہی آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ آپ نے مخالف مولوی کو دعوتِ مباہلہ دی جس کی تحریر لکھی گئی جس میں آپ نے تحریر کیا "اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو سب سے پہلے مخالف مولوی کا بیٹا مرے گا اور اس کے بعد وہ خود بھی مر جائے گا"۔ چنانچہ مولوی محمد اسماعیل جس کے ساتھ آپ نے مباہلہ کیا

تھام گیا۔ یہ اطلاع آپ کے بھائی نے دی۔ آپ نے جوش میں آکر کہا کہ تحریر مباہلہ میں تو تھا کہ اس کا بیٹا پہلے فوت ہوگا۔ جا کر پتہ کرو کہ اس کا بیٹا فوت ہوا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ پتہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پہلے مولوی مذکور کا بیٹا فوت ہوا تھا اور پھر وہ مرا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر آپ کے بھائی نے بھی بیعت کرلی۔

زمیندارہ کا وسیع تجربہ ہونے کی وجہ سے آپ کو تقسیم ہند کے بعد محمود آباد، ناصر آباد اور دوسری اسٹیٹس میں کام کی نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کرونڈی منتقل ہو گئے اور زمینوں کے ٹھیکے وغیرہ لینے شروع کئے۔ آپ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی تبلیغ سے آپ کے رشتہ داروں میں سے پچاس کے قریب احمدی ہوئے۔ کرونڈی جماعت کی داغ بیل آپ نے ہی ڈالی۔ شہادت کے وقت تک کرونڈی جماعت کے صدر رہے۔

واقعہ شہادت۔ دسمبر ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ بعض متعصب اور شرپسند عناصر نے آپ کے خلاف سکیم تیار کی اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ انہوں نے کرائے کے دو قاتل اس غرض کے لئے بھیجے۔ جو آپ کے پاس اس انداز سے آئے گویا وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ حسب معمول ان کو تبلیغ کرتے ہوئے شام کے وقت اپنے گھر لے آئے۔ ان کی خاطر مدارات کی، نمازیں باجماعت ادا کیں۔ پھر فجر کی نماز پر آپ نے خود پانی گرم کر کے ان کو وضو کروایا اور انہیں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد انہیں باہر اپنے باغ میں لے آئے۔ وہاں کچھ دیر چارپائیوں پر بیٹھے رہے اور ان کو تبلیغ کی۔ پھر ان کو لے کر باغ کی سیر کروانے چلے گئے۔

آپ کے پوتے مقصود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا یعقوب صاحب نے ان سے کہا کہ پتہ تو کرو، کافی دیر ہو گئی ہے، آئے نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں جب باغ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ہمارا وہ مہمان جو مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ باغ میں گیا تھا بھاگ رہا ہے۔ مجھے شک پڑا تو میں نے اپنے چچا کو بھی آواز دی کہ ادھر آئیں۔ پھر ہم باغ میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ دادا جان کو دیکھا تو وہ شہید کردئے گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم موصی تھے۔ ایک سال تک کرونڈی میں امانتاً دفن رہے پھر ربوہ میں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

بشیر احمد طاہر بٹ کنڈیارو ضلع نواب شاہ۔ تاریخ شہادت ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء۔ رشید احمد بٹ صاحب ابن محمد دین بٹ صاحب کنڈیارو کے رہنے والے تھے۔ آپ کا اصل آبائی گاؤں سیالکوٹ تحصیل شکر گڑھ تھا۔ تلاش معاش کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر پھرتے رہے اور آخر کار کنڈیارو ضلع نوابشاہ میں سکونت اختیار کی۔ بہت مہمان نواز اور ملنسار تھے۔ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ عبادت گزار، سلسلہ کے فدائی، مرکز کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والے اور ہر قسم کی قربانی دینے والے مخلص خادم سلسلہ تھے۔ ۲۶ رمئی ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمعیت طلبہ کے ایک طالبعلم نے آپ پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں آپ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا مگر جب نوابشاہ ہسپتال کے ڈاکٹر عاجز آگئے تو آپ کو حیدر آباد ہسپتال منتقل کر دیا گیا لیکن وہاں بھی علاج کارگر نہ ہو سکا اور آپ نے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۰ رمئی ۱۹۷۴ء کو جنازہ پڑھا گیا جس میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے بھی بھاری تعداد میں شرکت کی۔ شہید مرحوم کو ان کی اپنی زمین میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔

آپ کا قاتل رفیق میمن کسی جرم میں سات سال تک جیل میں رہا۔ وہاں سے رہا ہونے کے بعد اس کا ایکسیڈنٹ ہوا جس میں اس کے اوپر سے ٹرک گزر گیا اور اس کی لاش رات بھر کتے نوچتے رہے۔ قاتل کا خاندان مشہور کاروباری خاندان تھا۔ اس کا کاروبار اور خاندان بھی تباہی و بربادی سے دوچار ہوا۔

مکرم محمد افضل کھوکھر صاحب اور محمد اشرف کھوکھر صاحب گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم محمد افضل کھوکھر شہید کی اہلیہ سعیدہ افضل بیان کرتی ہیں کہ شہادت سے چند روز پہلے افضل شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر میں بیٹھی رو رہی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے سعیدہ کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا یہ کتاب "روشن ستارے" پڑھ رہی تھی اور میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی اور میرا نام کسی نہ کسی رنگ میں ایسے روشن ستاروں میں شمار ہو جاتا۔ اس پر افضل کہنے لگے یہ آخرین کا زمانہ ہے، اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرو تو تم بھی اوّلین سے مل سکتی ہو اور پہلوں میں شمار ہو سکتی ہو۔ مجھے کیا خبر تھی کہ کتنی جلدی اللہ تعالیٰ میری آرزو کو پورا کرے گا اور کتنی دردناک قربانیوں میں سے مجھے گزرنا پڑے گا۔

۳۱ رمئی کی رات احمدیوں کے خلاف فسادات کا جوش تھا۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتے گزر گئی۔ ہم جیسے بھی بن پڑا اپنا دفاع کرتے رہے۔ مجھے وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ میرے شوہر اور بیٹے کے ساتھ یہ میری آخری رات ہے۔ یکم جون کو جلوس نے حملہ کر دیا۔ عورتوں کو افضل شہید نے اپنے ہمسایوں کے گھر بھیج دیا اور خود باپ بیٹا گھر پر ٹھہر گئے۔ کیونکہ اس وقت ہدایت یہی تھی کہ کوئی مرد اپنا گھر نہیں چھوڑے گا لیکن عورتوں اور بچوں کو بچانے کی خاطر ان کو بے شک محفوظ جگہوں میں پہنچا دیا جائے۔ کہتی ہیں کہ سارا دن شور پڑا رہا اور حملہ ہوتا رہا۔ توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں۔ مگر ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ باپ بیٹے پر کیا گزری اور ظالموں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ رات ہمیں ایک اور جگہ منتقل کر دیا گیا۔ وہاں اپنے خاوند افضل صاحب اور اپنے بیٹے اشرف کا انتظار کرتی رہی۔

رات گیارہ بجے ان کو بتایا گیا کہ دونوں باپ بیٹا شہید ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہیں بڑے دردناک طریقے سے مارا گیا تھا۔ چھرے مارے گئے۔ انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پھر اینٹوں سے سر کوٹے گئے۔ اس طرح پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے مارا گیا۔ جب اس نوجوان بیٹے کو اس طرح کچل کچل کر مار دیا گیا تو پھر باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اب بھی ایمان لے آؤ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو گندی گالیاں دو۔ ایک موقعہ کے گواہ کے بیان کے مطابق افضل نے جواب دیا کہ کیا تم مجھے اپنے بیٹے سے ایمان میں کمتر سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ جب آخری وقت سسکتے ہوئے وہ پانی مانگ رہا تھا تو گھر پر جو عمارت کے لئے ریت پڑی تھی وہ اس کے منہ میں ڈالی دی اور باپ نے یہ نظارہ بھی دیکھا اس نے کہا جو چاہو کر لو، اس سے بدتر سلوک مجھ سے کرو مگر اپنے ایمان سے متزلزل نہیں ہوں گا۔ اس پر ان کو اسی طرح نہایت ہی دردناک عذاب دے کر شہید کیا گیا۔ اور پھر دونوں کی نعشیں تیسری منزل سے گھر کے نیچے پھینک دی گئیں اور سارا دن کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ان کی نعش کو اٹھا سکے۔

مکرم محمد افضل کھوکھر شہید نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹیاں طیبہ سعید صاحبہ اور طاہرہ ماجد صاحبہ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی عزیزہ ثمینہ یاسمین کھوکھر صاحبہ یہاں یو۔کے۔ میں آباد ہیں۔ دونوں بیٹے آصف محمود کھوکھر اور بلال احمد کھوکھر بھی کینیڈا میں مقیم ہیں اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ اور تمام پسماندگان خدا کے فضل سے دین و دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہیں۔

شہادت چودھری منظور احمد صاحب اور چودھری محمود احمد صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ چودھری منظور احمد صاحب کی بیوہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو پولیس ان کے بیٹے مقصود احمد کو ایک مولوی کے کہنے پر دکان سے گرفتار کر کے لے گئی اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن جلوس نے گھروں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں کو ایک احمدی گھر پر جو بظاہر محفوظ تھا پہنچا دیا گیا۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ان کے گھروں کو جلوس نے آگ لگادی ہے اور وہاں پر موجود تمام افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت تک وہ شہید کئے جا چکے تھے۔ اس دن شام کو جب ایک ٹرک چھ شہیدوں کو لے کر راہوالی پہنچا تو اس وقت پسماندگان کو پتہ چلا کہ ان کے پیارے شہید ہو چکے ہیں۔ جلوس کے خطرے سے جو پیچھے لگا ہوا تھا ٹرک ان لاشوں کو لے کر چلا گیا اور پسماندگان ان کے چہرے بھی نہ دیکھ سکے۔

صفیہ صدیقہ صاحبہ اپنے بیٹے کی شہادت کا واقعہ مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جلوس کے ساتھ جو پولیس تھی اس کا ایک سپاہی راہوالی کا رہنے والا تھا۔ اس نے بتایا کہ یکم جون کو سول لائن میں ایک گھر کی چھت پر جو معرکہ گزرا وہ دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ صحابہ کیسے جان نثار کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا، میں اس لڑکے کو کبھی بھلا نہیں سکوں گا جس کی عمر بمشکل سترہ اٹھارہ برس ہوگی۔ سفید رنگ اور لمبا قد تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بندوق تھی۔ جلوس میں شامل لوگوں کی ایک بڑی تعداد پولیس سمیت اس کے مکان کی چھت پر چڑھ گئی۔ ہمارے ایک ساتھی نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پر ڈنڈا مارا اور بندوق چھین لی۔ جلوس اس لڑکے پر تشدد کر رہا تھا۔ جلوس میں سے کسی نے کہا "مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو"۔ اس نے کلمہ پڑھا اور کہا میں سچا احمدی مسلمان ہوں۔ جلوس میں سے کسی نے کہا کہ مرزا کو گالیاں دو۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا یہ کام میں نہیں کر سکتا، یہ کام میں کبھی نہیں کروں گا اور ان کی ایک نہ سنی۔ اس نے کہا تم مجھے اُس کو گالیاں دینے کے بارہ میں کہہ رہے ہو جو اس جان سے بھی زیادہ پیارا ہے اور ساتھ ہی اس نے مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے کی دیر تھی کہ جلوس نے اس لڑکے کو چھت سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور اس پر اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ چھت پر بنے ہوئے پردوں کی جالیاں توڑ کر بھی اس پر پھینکیں۔ یہ وہ واقعہ ہے جو اس دن اس پولیس والے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان ظالموں کا کیا انجام ہوا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اکثر ایسے لوگ آخرت کے علاوہ دنیا کے عذاب میں بھی مبتلا کئے جاتے ہیں۔ جن کے حالات بھی معلوم ہو سکے ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

شہادت مکرم چودھری شوکت حیات صاحب۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم چودھری شوکت حیات صاحب ۱۹۲۰ء میں مکرم چودھری محمد حیات خان صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں حافظ آباد میں پیدا

ہوئے۔ تعلیم حافظ آباد اور قادیان میں حاصل کی۔ پھر پولیس میں ملازمت اختیار کی۔ ۳۱ر مئی بروز جمعة المبارک ۱۹۷۴ء کو حافظ آباد شہر میں ہنگامہ ہوا اور یہ ہنگامہ یکم جون کو زور پکڑ گیا۔ شور شرابہ کرنے والوں کی ٹولیاں شہر میں نعرے بازی کر رہی تھیں۔ شہید مرحوم کے بچوں کی سٹیشنری کی ایک دکان تھی جس کے متعلق خبر ملی کہ لوٹ لی گئی ہے اور بقیہ سامان کو آگ لگادی گئی ہے۔ آپ بچوں سمیت جائے وقوعہ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ شرپسند لوٹ مار کرکے جاچکے ہیں اور آگ پر پولیس نے قابو پالیا ہے۔

آپ اپنی دکان کے سامنے چوبارہ پر بیٹھ گئے۔ آپ کا ایک بیٹا شفقت حیات بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ایک ہجوم گزرا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آپ نے جلوس کی قیادت کرنے والوں کو کہا کہ کچھ حیا کرو۔ جن کی تم توہین کر رہے ہو انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ آپ اس وقت اندازہ نہ لگا سکے کہ اس وقت اصولوں پر شرپسندی غالب ہے۔ چنانچہ بجائے سرد پڑنے کے ان کی آتش غضب اور بھی شعلہ زن ہوئی اور آپ کے ان الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ شریروں نے کہا ان کو پکڑلو۔ قریب ہی ریلوے لائن تھی چنانچہ وہ وہاں سے پتھر اٹھا اٹھا کر آپ کو مارنے لگے۔ آپ کا بیٹا شفقت حیات جو وہاں موجود تھا ان کے ہی پھینکے ہوئے پتھر جواباً انہیں مارنے لگا اور کچھ دیر ان کو مزید پیش قدمی نہ کرنے دی۔ اسی اثناء میں انہیں کسی نے بتایا کہ سامنے سے تم کامیاب نہیں ہوسکوگے، مکان کے پچھواڑے سے حملہ کرو۔ چنانچہ وہ پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ پہلے آپ کے بیٹے کو پتھروں سے شدید زخمی کیا۔ ان کے جسم پر چالیس کے قریب زخم آئے لیکن وہ تقریباً ایک مہینہ مسلسل علاج کے بعد صحت یاب ہوگئے۔ ان کے والد شوکت حیات کو وہ ظالم گھسیٹ کر نیچے لے گئے اور پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ اتنے میں پولیس بھی آگئی اور شرپسند موقع سے بھاگ گئے۔ ابھی آپ میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ چنانچہ فوراً آپ کو ایک عزیز مکرم حق نواز صاحب نے اپنی گاڑی میں ڈال کر لاہور کا قصد کیا لیکن آپ زخموں کی تاب نہ لاسکے اور رستہ ہی میں دم توڑ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑے۔ اہلیہ فروری ۱۹۹۰ء میں وفات پاگئیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اور بچوں میں سے بیٹی نشاط افزا ڈسکہ میں بیاہی ہوئی ہیں۔ بڑے بیٹے شفقت حیات گوجرانوالہ میں کاروبار کرتے ہیں۔ دوسرے بیٹے عظمت حیات ٹورانٹو (کینیڈا) میں آباد ہیں۔ جبکہ تیسرے بیٹے سعادت حیات صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔

قریشی احمد علی صاحب گوجرانوالہ۔ یوم شہادت: یکم جون ۱۹۷۴ء۔ آپ ۱۹۴۳ء میں سنداں والی ضلع سیالکوٹ میں مکرم حکیم فضل دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ بلوغت کے بعد گوجرانوالہ شہر میں منتقل ہوگئے۔

واقعہ شہادت۔ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو گوجرانوالہ میں حالات خراب ہونا شروع ہوئے۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر ناصر احمد صاحب جو ناظم اطفال ضلع تھے اور جماعت کی طرف سے حالات کا جائزہ لینے کی ڈیوٹی پر تھے، نے گھر آکر اپنے والد محترم کو بتایا کہ حالات خراب ہیں۔ کہنے لگے کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ ۳۰ر مئی کو حالات مزید خراب ہوگئے۔ چنانچہ یکم جون کو عورتیں اور بچے قریشی مجید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کے گھر پہنچادیے گئے۔ اور مردوں کو گل روڈ میں ایک احمدی گھرانے میں اکٹھا کردیا گیا۔

جلوس نے اُن کا رُخ کیا اور سب سے پہلے سعید احمد خان صاحب اور اُن کے خسر مکرم چودھری منظور احمد صاحب کو شہید کیا گیا۔ ان کے گھر قریشی احمد علی صاحب بھی تھے۔ شرپسند بعد ازاں پھر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان پر کسی کا وار کیا گیا جو اتنا گہرا لگا کہ موقعہ پر ہی شہید ہوگئے۔

سعید احمد خان صاحب ابن محمد یوسف صاحب مندوخیل۔ تاریخ شہادت: یکم جون ۱۹۷۴ء۔ سعید احمد صاحب شہید ۲۶ر مئی ۱۹۳۷ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان لاہور سے پاس کیا اور لاہور ہی سے ایف۔اے۔ کیا۔ ۱۹۶۳ء میں ان کی شادی انیسہ طیب صاحبہ بنت چودھری منظور احمد صاحب سے ہوئی۔ فیصل آباد میں سیکرٹری مال اور قائد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ملازمت کے سلسلہ میں کوئٹہ کے قیام کے دوران وہاں بھی قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ آپ نے نیروبی کینیا میں بھی کچھ عرصہ گزارا۔ وہاں پہلے نائب قائد خدام الاحمدیہ تھے پھر قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر گوجرانوالہ منتقل ہوگئے۔ جب آپ نے سول لائن گوجرانوالہ میں اپنا مکان بنوایا تو ساتھ ہی مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھ دی۔ احاطہ گھیر کر اس پر مسجد احمدیہ کا بورڈ لگادیا۔ اسی دن سے مولوی حضرات نے جو قریبی مسجد کے تھے، آپ کی سخت مخالفت شروع کردی۔ ۱۹۷۴ء کے حالات سے پہلے ہی مسجد سے بورڈ اتارنے اور مسجد احمدیہ کو شہید کرنے اور آپ کے قتل کے پروگرام بن چکے تھے۔

واقعہ شہادت۔ یکم جون ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ سول لائن گوجرانوالہ میں صبح کے وقت جلوس آیا اور ساتھ ساتھ پولیس والے بھی تھے۔ مکرم سعید احمد خان صاحب تھانیدار کے پاس گئے کہ جلوس کو روکو مگر کافی بحث کے بعد کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر جب آپ واپس آنے لگے تو اس تھانیدار نے اشارہ کیا۔ اس پر جلوس مکرم سعید احمد خان صاحب پر ٹوٹ پڑا اور پتھروں اور ڈنڈوں سے آپ کو بیدردی سے موقع پر ہی شہید کردیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

پسماندگان۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ بڑا بیٹا رشید احمد خان آج کل آسٹریلیا میں ہے۔ بیٹی منورہ کینیڈا میں ہے اور مکرم مبارک اعظم صاحب کی اہلیہ ہیں۔ سیکرٹری تربیت کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ دوسری بیٹی فرزانہ منیب صاحبہ بھی شادی شدہ ہیں جن کے میاں مکرم رائے منیب احمد صاحب آجکل نائب ناظم انصاراللہ شیخوپورہ ہیں۔ تیسری بیٹی شبنم نواز صاحبہ ان دنوں کینیڈا میں ہیں۔ چوتھی بیٹی درثمین مسرور صاحبہ ہیں جن کی شادی مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی کے پوتے مسرور احمد صاحب سے ہوئی ہے اور ان دنوں کراچی میں مقیم ہیں۔

شہادت بشیر احمد صاحب، منیر احمد صاحب گوجرانوالہ۔ یوم شہادت ۲ر جون ۱۹۷۴ء۔ بشیر احمد صاحب مرکز احمدیت قادیان کے ایک قریبی گاؤں ٹوڈرمل میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ بوقت ہجرت آپ کی عمر چار سال تھی۔ میٹرک کے بعد محکمہ صحت میں ملازمت اختیار کرلی اور آخری وقت تک اسی محکمہ سے منسلک رہے۔ ان کے چھوٹے بھائی منیر احمد صاحب دسمبر ۱۹۵۶ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ بوقت شہادت عمر بیس سال تھی۔ ابھی غیر شادی شدہ تھے اور پنکھوں کے کارخانہ میں کام کرتے تھے۔

واقعہ شہادت۔ یکم جون بروز ہفتہ ڈیوٹی سے گھر آئے تو اپنی والدہ سے کہنے لگے "اماں جلوس آرہا ہے"۔ والدہ نے کہا اچھا بیٹا بتاؤ کیا پسند ہے، میں وہی پکاتی ہوں۔ والدہ نے حسب منشاء چاول پکائے مگر انہوں نے جی بھر کر نہ کھائے۔ اس کے بعد آپ والدین کو اپنے دوست سلیم کے گھر چھوڑ آئے اور ان کی حفاظت کی تاکید کی۔ دونوں بھائی بشیر احمد اور منیر احمد رات بھر مکان کی چھت پر پہرہ دیتے ہوئے جاگتے رہے۔ جلوس کا جس طرف سے آنا متوقع تھا اس طرف ناکہ بندی کا انتظام تھا مگر جلوس اس قدر کثیر تعداد میں تھا کہ نہ رُک سکا اور آگے بڑھتا آیا یہانتک کہ ان کے مکان کے پاس آگیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم نے بھاگنا نہیں، حضور کا حکم ہے کہ اپنا گھر چھوڑ کر بھاگنا نہیں۔ خواہ ہم مارے جائیں۔ چنانچہ جلوس نے ہلہ بول دیا اور آپ دونوں حقیقی بھائیوں بشیر احمد اور منیر احمد کو موقعہ پر ہی نہایت اذیت سے شہید کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محمد رمضان صاحب ، محمد اقبال صاحب ابناء محترم علی محمد صاحب۔ یوم شہادت ۱ر جون ۱۹۷۴ء۔ دونوں ویرووال تحصیل "ترن تارہ" ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے جو کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے۔ قادیان سے اتنا قریب تو نہیں جتنا لکھا ہے لیکن بہرحال لکھا ہوا یہی ہے کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ کے والدین نے وہاں سے نقل مکانی کرکے فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ فیصل آباد میں رہنے کے بعد آپ "کوہلووال" ضلع گوجرانوالہ میں منتقل ہوگئے اور ۲ر جون ۱۹۷۴ء کو مخالفین احمدیت دونوں بھائیوں محمد رمضان صاحب اور محمد اقبال صاحب کو دھوکہ دہی سے گھر سے بلا کر لے گئے اور گاؤں کے قریب ایک نہر کے کنارے لے جاکر دونوں کو گولی مار کر شہید کردیا گیا۔ نعشیں نہر میں پھینک دیں۔ محمد رمضان شہید کی نعش تو برآمد ہوگئی مگر محمد اقبال شہید کی نعش کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوسکی۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔

شہادت غلام قادر صاحب ابن روشن دین صاحب اور چودھری عنایت اللہ صاحب ابن فضل دین صاحب گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۲ر جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم غلام قادر صاحب کے والد روشن دین صاحب ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور اپنے چار بھائیوں میں سے اکیلے احمدی تھے۔ غلام قادر صاحب کی شادی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی ایک جان لیوا بیماری کے باعث آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔ آپ کنگنی والا ضلع گوجرانوالہ میں مقیم تھے۔

واقعہ شہادت۔ آپ کے بیٹے خالد محمود کا بیان ہے کہ ایک دن جلوس آیا مگر والد صاحب گھر پر موجود نہ تھے اور جلوس کو لوگوں نے واپس لوٹا دیا۔ جب آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ تھانہ گئے اور پولیس کو مطلع کیا۔ چنانچہ آپ کے ساتھ تھانیدار آیا۔ اس نے گاؤں میں ایک قصاب کو ڈانٹا جو کہ بدمعاش اور مخالف احمدیت تھا اور یقین دلا کر چلا گیا کہ آپ کو اب کوئی کچھ نہیں کہے گا اور ایک حوالدار کی ڈیوٹی لگائی کہ ان کے گھروں کی حفاظت کرنا۔ اس نے بھی اپنی طرف سے تسلی دی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں رات کو پولیس کے آدمی سول کپڑوں میں آجائیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے مگر رات بھر کوئی نہ آیا۔ اسی رات خریدے گئے پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروہ دو احمدیوں کو کسی اور جگہ شہید کرکے پہلے چودھری عنایت اللہ صاحب کے پاس آیا اور ان کو پکڑ کر ساتھ

لے گیا اور انہیں پوچھا کہ وہ جو تھانے روز جاتا ہے اس کا گھر کون سا ہے؟۔ چنانچہ وہ ساتھ ہو لئے اور غلام قادر شہید کے دروازے کی نشاندہی کی اور قاتلوں کے کہنے پر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ یہ سحری کا وقت تھا۔ غلام قادر صاحب نے پوچھا کون ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں عنایت اللہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے بلا تردد دروازہ کھول دیا۔ جونہی آپ باہر آئے تو قاتلوں نے آپ کو گھیر لیا اور مجبور کر کے دونوں یعنی غلام قادر صاحب اور عنایت اللہ صاحب کو گاؤں سے باہر لے گئے اور باہر کھیتوں میں دونوں کو شہید کر ڈالا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

غلام قادر صاحب شہید نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ ان کے ایک بیٹے گوجرانوالہ میں ہوتے ہیں جبکہ باقی ساری اولاد ربوہ میں مقیم ہے۔

مکرم عنایت اللہ صاحب شہید قادیان کے نزدیک گاؤں "کھارا" کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد فضل دین صاحب اور والدہ محترمہ سراج بی بی صاحبہ بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ حنیفاں بی بی صاحبہ، ایک بیٹا محمد انور اور دو بیٹیاں نسیم اختر اور کوثر پروین صاحبہ ہیں۔ بیٹا آسٹریلیا میں اور باقی خاندان ربوہ میں آباد ہے۔

شہادت محمد الیاس عارف صاحب۔ آپ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مکرم ماسٹر محمد ابراہیم شاد صاحب کے ہاں "مومن" ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے چک چھور نمبر 117 میں حاصل کی پھر اسلامیہ کالج خانیوال سے ایف۔ اے اور بی۔ اے کیا۔

واقعہ شہادت۔ ۱۹۷۴ء کی تحریکِ مخالفت میں آپ واہ کینٹ میں تھے۔ جب ٹیکسلا میں احمدیت دشمن تحریک نے شدت اختیار کی تو وہاں کرائے کے غنڈوں اور قاتلوں میں اسلحہ تقسیم کر دیا گیا اور احمدیوں کے مکانوں پر نشان لگادئے گئے۔ آپ کے مکان پر بھی نشان لگادیا گیا۔ ۴/ جون ۱۹۷۴ء کو آپ نے اپنے چھوٹے بھائی محمد اسحاق ساجد صاحب کے ہمراہ اپنی بیوی بچوں کو واپس اپنے گاؤں بھیجنے کا فیصلہ کیا اور صبح سات بجے ٹیکسلا سے انہیں بس پر بٹھایا۔ خود گھر جا کر ناشتہ کیا۔ اپنی سائیکل لی۔ مکان کو تالا لگایا اور چابی مالک مکان کو دیتے ہوئے کہا کہ تین چار بجے واپس آجاؤں گا۔ لیکن ابھی آپ گھر سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ تک ہی پہنچے تھے کہ وہاں تین مولوی اور ایک کرائے کا قاتل گھات میں تھے۔ مولویوں نے اس کرائے کے قاتل کو اشارہ کیا۔ چنانچہ اس نے رائفل سے فائر کیا۔ گولی شہید مرحوم کے سینے میں لگی اور آپ موقع پر وہیں جام شہادت نوش کر گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کی تدفین اولاً چک چھور میں ہوئی پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خاص اجازت سے ۱۹۷۵ء میں تابوت ربوہ لایا گیا اور مقبرہ شہداء میں دفن کیا گیا۔ شہید مرحوم اپنے پیچھے ایک بیٹی، ایک بیٹا اور بیوہ چھوڑ گئے۔ بیٹی کی شادی ہو چکی ہے اور بیٹا عطاء القیوم عارف آجکل آسٹریلیا میں مقیم ہے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ ثریا بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ہمارے مالک مکان غزن خان نے بتایا کہ شہید مرحوم کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد قاتل کو ایک پاگل کتے نے کاٹا جس سے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ ایک ماہ بعد اس کے گھر والوں نے اسے زنجیر سے باندھ دیا۔ تین چار دن بعد وہ غضب الٰہی کا مورد ٹھہر کر اسی حالت میں مر گیا۔

مکرم نقاب شاہ مہمند صاحب ولد محمد شاہ آف مردان۔ تاریخ شہادت ۸/ جون ۱۹۷۴ء۔ آپ بازید خیل کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد شاہ تھا جو احمدی نہیں تھے مگر آپ کے دادا گل فراز صاحب غیر مبائع احمدی تھے۔

واقعہ شہادت۔ نقاب شاہ مہمند صاحب ۸/ جون ۱۹۷۴ء کو پشاور کے اندر دن کے ایک بجے سائیکل پر جاتے ہوئے ۳۷ سال کی عمر میں شہید کر دئے گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ٹیچر تھے اور ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ آپ مکرم الطاف خان صاحب کے داماد تھے۔ شہید کرنے والا بظاہر ان کا دوست تھا۔ جب کسی نے پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے آواز دی کہ قادیانی تھا مار دیا میرا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اہلیہ زندہ ہیں اور امریکہ جا چکی ہیں۔

صوبیدار غلام سرور صاحب اور ان کے بھتیجے **اسرار احمد خان صاحب آف ٹوپی ضلع مردان۔** یوم شہادت ۹/ جون ۱۹۷۴ء۔ صوبیدار غلام سرور صاحب کا آبائی گاؤں مینئی ہے جو ٹوپی سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ پاک فوج کے محکمہ انٹیلی جنس میں ایریا افسر تھے۔ ٹوپی میں جب حالات خراب ہو رہے تھے تو ایک غیر احمدی بوڑھے شخص نے جو لکڑی کا کام کرتا تھا، آپ کو بتایا کہ لوگ آپ کو قتل کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں اسلئے آپ کہیں اور چلے جائیں۔ آپ نے اس کو جواب دیا کہ اگر مجھے دین حق کی خاطر شہادت نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کونسی خوش بختی اور سعادت ہو گی۔

واقعۂ شہادت۔ ۹/ جون ۱۹۷۴ء کو ٹوپی قصبہ کے محلہ خوشحال آباد میں شرپسندوں نے قتل و غارت، لوٹ مار اور آتشزدگی کا بازار گرم کئے رکھا۔ اس دن آٹھ احمدیوں کو شہید کیا گیا اور ستّر سے زائد مکانات، ڈیوڑھیاں، حجرے، بنگلے اور دکانیں تباہ کی گئیں۔ آپ اور آپ کا بھتیجا اسرار احمد گھر پر ہی موجود رہے۔ آپ کے مکانوں کی پچھلی طرف واقع قبرستان سے پُر جوش ہجوم کے لوگ حملہ آور ہوئے۔ اگرچہ آپ نے حفظ ماتقدم کے طور پر فائر کر کے ان کو ڈرایا مگر وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ ان میں سے ایک حملہ آور نے آپ کو گولی ماردی جس سے آپ موقعہ پر ہی جام شہادت نوش کر گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

شہادت کے بعد ان بد بختوں نے آپ کے بے جان جسم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ پھر آپ کی نعش کو گھسیٹ کر گلی کے چوراہے میں لے آئے اور پتھر مار مار کر بری طرح کچلا اور اپنی دانست میں مسخ کر دیا۔ آپ موصی تھے لیکن حالات کی سنگینی کے پیش نظر آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے بھائی مکرم احمد جان خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کی میت ربوہ بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؒ نے ان کو جواب دیا کہ شہید جہاں دفن ہوتا ہے وہی جگہ اس کے لئے جنت ہوتی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب ان شہداء کی قربانی رنگ لائے گی اور لوگ کہیں گے کہ یہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کو احمدیت کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ البتہ حضورؒ نے بہشتی مقبرہ میں آپ کا یادگاری کتبہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی جس کی تعمیل کر دی گئی۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر باون سال تھی۔ آپ کی بیوہ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ آجکل ربوہ میں اپنے بچوں کے پاس مقیم ہیں۔ بچوں میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں آپ کی یادگار ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم آفتاب احمد خانصاحب شادی شدہ ہیں اور بیوی بچوں سمیت متحدہ عرب امارات میں بسلسلہ روزگار مقیم ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم انوار احمد خانصاحب بھی شادی شدہ ہیں اور مع اہل و عیال ربوہ میں ہیں۔ خان بابا سپر سٹور کے نام سے گول بازار ربوہ میں گارمنٹس اور جنرل سٹور کا کام کرتے ہیں۔ تیسرے بیٹے مکرم امین احمد خانصاحب ہیں۔ بیٹیوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔ مکرمہ رسول بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد اقبال خان صاحب جو چپ بورڈ فیکٹری جہلم میں ملازم ہیں۔ مکرمہ فرحت حسین صاحبہ زوجہ مکرم بشیر احمد خان صاحب جو تربیلہ میں اپنا کاروبار کر رہے ہیں اور مکرمہ امۃ المجیب صاحبہ زوجہ اعجاز احمد خان صاحب ہیں جو راولپنڈی میں پرائیویٹ سروس کرتے ہیں۔

مکافات عمل۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا تھا، اس پر جولائی ۱۹۷۴ء کے تیسرے ہفتہ میں آسمانی بجلی گری اور وہ جھلس کر مر گیا۔

آپ کے سگے بھتیجے **مکرم اسرار احمد خان صاحب** جنہیں آپ کے ساتھ ہی شہید کیا گیا تھا الحاج سلطان سرور خانصاحب آف ٹوپی ضلع مردان کے صاحبزادے تھے۔ شہادت سے کچھ عرصہ پہلے یہ اپنے والد محترم کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ ان کا میٹرک کا رزلٹ شہادت کے بعد نکلا۔ شہادت کے وقت عمر سولہ سترہ سال تھی اور غیر شادی شدہ تھے۔ شہادت آپ کی کنپٹی پر پستول کے فائر سے ہوئی۔ شہادت کے بعد آپ پر پتھراؤ کیا گیا، خنجروں سے وار کئے گئے اور آخر ہجوم نے ازمنہ گزشتہ کے شہداء کی یاد تازہ کرتے ہوئے ان کی دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں کھینچتے ہوئے ان کی لاش کو دونیم کر دیا۔ ایک عورت یہ لرزہ براندام کرنے والا خونی کھیل نہ دیکھ سکی اور زور زور سے چیخنے لگی اور بلند آواز سے بددعائیں دینے لگی۔ اس پر قاتلوں کی رائفلوں کا رخ اس کی طرف پھر گیا مگر کچھ لوگ آڑے آگئے کہ یہ قادیانی نہیں ہے۔

اسرار احمد کو ان کے چچا صوبیدار غلام سرور شہید کے ساتھ ٹوپی میں ہی دفن کیا گیا۔ ان کے پسماندگان میں والد مکرم الحاج سلطان سرور خان صاحب (جو کہ اب وفات پا چکے ہیں) اور والدہ مکرمہ امۃ الودود صاحبہ کے علاوہ تین بھائی اور پانچ بہنیں ہیں۔ والدہ ربوہ میں مقیم ہیں جبکہ بڑے بھائی مکرم ابرار احمد خان صاحب مع اہل و عیال متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں۔ دوسرے بھائی مکرم زبیر احمد خانصاحب بھی شادی شدہ ہیں اور مع فیملی جرمنی میں مقیم ہیں۔ تیسرے بھائی مکرم اسرار احمد خان وقار صاحب غیر شادی شدہ ہیں اور ایف۔ اے۔ کے طالبعلم ہیں۔ یہ بھائی کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے۔ والدین نے ان کا نام شہید بیٹے کے نام پر اسرار احمد خان وقار رکھا ہے۔ پانچوں بہنیں ربوہ میں مقیم ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں:۔ مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ مکرم ریاض احمد خانصاحب۔ مکرمہ یاسمین کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد خانصاحب۔ مکرمہ آسیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم انوار احمد خانصاحب۔ مکرمہ فرخندہ ناز صاحبہ اہلیہ مکرم عارف احمد خانصاحب۔ اور مکرمہ فہمیدہ ناز صاحبہ۔ یہ آخری ابھی غیر شادی شدہ ہیں اور بی۔ اے کی طالبہ ہیں۔

مکافات عمل۔ غیر احمدی عینی شواہد کے مطابق جس شخص نے اسرار احمد خان سے بربریت کا یہ سلوک کیا وہ اُسی رات پاگل ہو گیا اور پاگل خانہ میں بند کر دیا گیا۔ اس کی بیوی بھی ذہنی وازن کھو بیٹھی اور گھر میں ہر وقت رسیوں سے بندھی رہتی۔

ایک مقدس خواہش
اور
اس کی حیرت انگیز تکمیل

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۲/دسمبر ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا:

"یُنَادِی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ"۔

(بدر ۱۹/دسمبر ۱۹۰۲ء)

ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔

(تذکرہ صفحہ ۴۴۶۔ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸۹۷ء کے الہامات میں یہ عظیم الشان الہام بھی شامل ہے:

"اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِي"

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۳)

اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس الہام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسے ترجمے کے ساتھ پیش کیا ہے جو خود اپنی ذات میں ایک تشریح اور تفسیر کے معنے رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی طاقتیں اور خدائی نوشتے تیری تائید کریں گے۔ اس زمین پر تو اپنی کوشش کر لیکن آسمان سے ایسی ہوائیں چلائی جائیں گی جو تیری مددگار ثابت ہونگی۔

اس زمانہ میں آسمان کس طرح ساتھ تھا یہ فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا۔ قادیان میں طرح طرح کے آسمانی نشان دکھائے جا رہے تھے۔ خود اس سال میں یعنی ۱۸۹۷ء یعنی ۹۷ کے لحاظ سے دہرایا جا رہا ہے، عظیم الشان نشانات اس سال دکھائے گئے تھے۔ ان کا ذکر بعد میں کروں گا لیکن یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہی الہام ایک نیا رنگ اختیار کر جاتا ہے جب اس کو ۱۹۹۷ء میں پڑھتے ہیں۔

آسمان کا ساتھ ہونا ایم ٹی اے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ کُل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ وحدت نصیب ہوئی ہے کہ جب ہم اس الہام کو ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۹۷ء میں پڑھتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی وہ آسمانی طاقتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں وہ بھی تیرے ساتھ ہونگی جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جس خدا کو پیش کیا وہ جیسا کہ آسمان پر تھا ویسا ہی زمین پر ظاہر ہوا۔ مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ مسیح موعود علیہ السلام کو باقی انبیاء پر فوقیت عطا ہوئی ہے۔ ہر نبی کے ساتھ آسمان کا خدا اترتا ہے اور اس کے زمین پر اترنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمینی طاقتیں آسمانی طاقتوں کے سائے تلے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں تو آسمان ہمارے ساتھ ہے اس سے مراد یہ کہ آسمان کی متحرک طاقتیں اور ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے اور رونما ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر ہوگا"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ ۱۲/ستمبر ۱۹۹۷ء، خطبہ جمعہ ۲۵/جولائی ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

کشف میں ہوا میں تیرنا اور اس کی تعبیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف میں ہوا میں تیرنے کا ذکر ہے۔ جس سے حضرت مصلح موعودؓ نے لطیف استنباط فرمایا ہے۔

آپ کا ۸/دسمبر ۱۹۰۲ء کا کشف ہے:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر (مسجد مبارک سے نواب محمد علی خان صاحبؓ کا گھر) اور میں اس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے میں نے ان سے کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں۔

حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر اُدھر تیر رہے ہیں"۔

(البدر ۱۲/دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵۔ تذکرہ صفحہ ۴۴۵۔ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ۱۹۶۹ء)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح کے متعلق انجیل میں ذکر آتا ہے کہ وہ پانی پر چلے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ واقعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام پانی پر اپنے پاؤں سے چلتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کا ایک کشف تھا جس میں انہیں بتایا گیا تھا کہ ان کی قوم کی بحری قوت زیادہ ہوگی۔ مگر اس عقدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف نے ہی حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ اس کشف میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب کہا کہ میں پانی پر چل رہا ہوں تو درحقیقت آپ نے اپنا ایک کشف ہی بیان فرمایا تھا جسے لوگوں نے بعد میں بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم کسی زمانے میں بہت بڑی بحری طاقت حاصل کرے گی۔ وہاں اس کشف میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آئندہ ہوائی جہازوں کا زیادہ زور ہو جائے گا اور بحری جہاز صرف سیر و سیاحت کے لئے رہ جائیں گے زیادہ تر کام ہوائی جہازوں سے ہی لیا جائے گا۔ اور بحری جہازوں کے مقابلہ میں ان کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اب ایسا ہی ہو رہا ہے"۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۳/جون ۱۹۴۴)

اس زمانہ میں ہوا میں تیرنے کے یہ معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو ہواؤں پر غلبہ دیا جائے گا اور ان فضائی ذرائع سے وہ مسیح کی قوم پر غالب آئیں گے۔

اس رؤیا میں گول گڑھے سے ڈش مراد لینا بعید از قیاس نہیں ہے۔ جس پر تیرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حامد علی حضرت مسیح موعودؑ کے خادم تھے۔ اس رویا میں حامد علی سے مراد علی کا مثیل چوتھا خلیفہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو ہمہ وقت حضور کی خدمت میں کمربستہ ہے اور اس کو حامد کہہ کر اس لئے پکارا ہے کہ وہ کثرت سے حمد کرنے والا ہے اور مسیح موعود کے ساتھ ہوا میں تیر رہا ہے۔

ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے کے اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان فرمایا ہے:

"اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ کو جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔

پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔ یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔ اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جا چکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۴/جولائی ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

بلند سے بلند تر ، عظیم سے عظیم تر
قریب سے قریب تر خدائے مہربان ہے
ہے گونج شش جہات میں صدائے حق شناس کی
اب احمدی جیالوں کی زد میں آسمان ہے

☆......☆......☆

نزول بجلی کی مانند

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے روحانی غلبہ کی کیفیات اور ذرائع کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَيَنْزِلُ الْاَمْرُ مِنَ الْفَوقِ مِنْ غَيْرِ تَدْبِيرِ الْمُدَبِّرِيْنَ. كَانَ الْمَسِيْحَ يَنْزِلُ كَالْمَطَرِ مِنَ السَّمَاءِ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى اَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ لَا عَلَى اَجْنِحَةِ حِيَلِ الدُّنْيَا وَالتَّدَابِيْرِ الْاِنْسَانِيَةِ وَ تَبْلُغُ دَعْوَتُهُ وَحُجَّتُهُ اِلَى اَقْطَارِ الْاَرْضِ بِاَسْرَعِ اَوْقَاتٍ كَبَرْقٍ يَبْدُو مِنْ جِهَةٍ فَاِذَا هِيَ مُشْرِقَةٌ فِي جِهَاتٍ فَكَذٰلِكَ يَكُوْنُ فِي هٰذَا الزَّمَانِ. فَلْيَسْمَعْ مَنْ يَكُوْنُ لَهُ اُذُنَانِ. وَيُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ لِاِشَاعَةِ النُّوْرِ وَيُنَادِي الطَّبَائِعُ السَّلِيْمَةُ لِلْاِهْتِدَاءِ. فَيَجْتَمِعُ فِرَقُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ وَالشِّمَالِ وَالْجُنُوْبِ بِاَمْرٍ مِنْ حَضْرَةِ الْكِبْرِيَاءِ۔

(خطبہ الہامیہ ۱۳۱۹ھ۔ مطبع ضیاء الاسلام قادیان، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۴،۲۸۶)

یعنی مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔ اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔ اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقعہ ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دئے گئے ہیں اور نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔ اس وقت مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔

اس پیشگوئی میں آسمان سے نازل ہونے والی بارش، فرشتوں، بجلی اور چاروں سمتوں کا ذکر قابل توجہ ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس پیشگوئی میں مشترک ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کے لئے کی ہے۔

☆......☆......☆

ایک مقدس خواہش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔ صفحہ ۲۴۔ سٹیم پریس قادیان، طبع سوم ۱۹۳۵ء)

دنیا کے کسی بھی قانون اور طریق سے اس خواہش کے پورا ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ ایک مکان کے گرد کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر کی کھڑکی کھلے یہ ناممکن ہے۔ مگر اس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ممکن کر دکھایا ہے اور آج ایم ٹی اے کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا عالمی مکان میسر آگیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور اس کا مقرر

کردہ نظام ہمہ وقت تمام احمدیوں کی رہنمائی پر مستعد ہے صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی دیر ہے اور روحانی مائدہ سے سیرابی شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جنوری ۱۹۰۰ء میں تحریر فرمایا اور جیسا کہ آئندہ سطور میں ذکر کیا جائے گا ۱۹۰۱ء سے خدا تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کے سامان شروع فرما دئے جو اس زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گئے ہیں اور ابھی مزید دو طرفہ تعلقات کے ذریعہ ٹیلی ویژن کی کھڑکی اور زیادہ مؤثر ہو جائے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بشارت

حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی مختلف رنگوں میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی خبر دی۔ کہیں واضح بشارات اور کہیں ایسی پاک خواہش کے طور پر جسے خدا نے پیشگوئی میں تبدیل کر کے پورا فرمایا۔

۱۹۳۶ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی دفعہ لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس ایجاد کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"میں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعہ دین اسلام کو کامیاب کرے گا اور قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لئے پریس جاری کر دئے اور پھر آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں"۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۹/دسمبر ۱۹۳۶ء)

☆......☆......☆

عالمی درس القرآن

مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ ۷/جنوری ۱۹۳۸ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہو گا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہو گی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۱۲/جنوری ۱۹۳۸ء)

الفضل کے مطالعہ کے دوران اس حوالے پر خاکسار کی نظر پڑی اور حضور کی خدمت میں بھجوانے کی توفیق ملی تو حضور نے اپنے عالمی درس القرآن ۱۹/فروری ۱۹۹۵ء کے دوران یہ حوالہ پڑھ کر سنایا اور انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ فرمایا:

"اس وقت میں دس سال کا تھا .... میرے جیسے جاہل نادان بچے کا وہاں موجود ہونا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہ لڑکا ہو گا جو اٹھے گا اور اس پیشگوئی کا مصداق بنے گا"۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ۷/جنوری کو حضرت مصلح موعودؓ نے یہ اعلان فرمایا اور ۷/جنوری کو ہی ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات شروع ہوئیں۔

☆......☆......☆

احمدیت کی فجر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ" سے استنباط کرتے ہوئے ٹھوس دلائل کے ساتھ احمدیت کی ترقی کے کئی ادوار کا ذکر کیا اور ۱۹۴۵ء میں پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

"آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصے کے بعد ہو احمدیت کی ایک فتح آج سے آٹھ سال بعد ہو گی یا آج سے ۳۷ سال بعد ہو گی یا آج سے ۴۶ سال بعد ہو گی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۲۹ تفسیر سورۃ الفجر)

۱۹۴۵ء میں جب حضور کے بیان کردہ سالوں کو جمع کیا جائے تو یہ علی الترتیب ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۲ء اور ۱۹۹۱ء قرار پاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بعد جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

☆...... ۱۹۵۳ء کے فسادات کے بعد۔

☆...... ۱۹۸۲ء میں خلافت رابعہ کے قیام کے بعد۔

☆...... ۱۹۹۱ء میں حضور کے قادیان تشریف لے جانے کے بعد۔

اگست ۱۹۹۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے۔ اس طرح چاروں پہلوؤں سے سورۃ الفجر کے باریک اشارے اظہر من الشمس ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تصریحات

جوں جوں ان پیشگوئیوں کے رو بہ عمل ہونے کا زمانہ قریب آتا گیا۔ الٰہی تفہیمات بھی واضح ہوتی چلی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا تعالیٰ نے معین سالوں کی بھی خبر دے دی جن میں اس واقعہ کا آغاز ہونا تھا۔ چنانچہ آپ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد فرمایا:

"میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش قسمت قومیں ہونگی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہونگی۔ وہ افریقہ میں ہونگے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہو گی"۔

(خطبہ جمعہ ۱۰/دسمبر ۱۹۶۵ء۔ روزنامہ الفضل ربوہ ۹/جنوری ۱۹۶۶ء)

پچیس تیس سال کا یہ زمانہ ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کا درمیانی عرصہ ہے۔ چنانچہ آپ نے بعد میں ان معین سالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴/اگست ۱۹۷۳ء)

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بشارات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم جو پہلی دفعہ ۲۷/دسمبر ۱۹۸۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھی گئی اس میں آپ نے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہات میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

یہ الفاظ تو حضور کے تھے مگر الٰہی تقدیر اور تصرف کے تابع تھے جن میں شش جہات میں حضور کی آواز پہنچنے کی تحدی کی گئی تھی۔ حضور نے اس شعر کے متعلق ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک صاحب نے یہ لکھا کہ جب ہم یہ خطبہ سن رہے تھے تو مجھے آپ کا وہ شعر یاد آگیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہات میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

اس نے لکھا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آواز ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔

اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر اتفاقی باتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جب ان میں تقدیر ڈالتا ہے تو الفاظ درست ہو جایا کرتے ہیں۔ عام طور پر "چار دانگ عالم میں" "ساری دنیا میں" "چاروں طرف" کے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں۔ آواز کے شش جہات میں پھیلنے کا محاورہ میرے علم میں نہیں آیا کہ پہلے کبھی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس وقت میں نے بغیر سوچے ہوئے یعنی بغیر کوشش کے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں یا کیا کہہ رہا ہوں 'شش جہات' کا لفظ مجھے اچھا لگا اور وہی محاورہ میرے منہ سے نکلا اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعے شش جہات میں جو استعمال ہو رہی ہیں کیونکہ چاروں طرف کا سوال نہیں ہے۔ آواز اور تصویر پہلے آسمان کی طرف جاتی ہے پھر آسمان سے زمین کی طرف اترتی ہے پھر چاروں طرف پھیلتی ہے تو خدا تعالیٰ نے شش جہات کے لفظ بھی پورے فرما دئے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ تصرفات کے تابع بعض الفاظ انسان کے منہ سے نکلتے ہیں خود کہنے والے کو ان کی کنہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ میں کیوں کہہ رہا ہوں اور بعد میں یہ بات کیا بن کر نکلے گی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲/جنوری ۱۹۹۳ء)

☆......☆......☆

ایک رؤیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹/جون ۱۹۸۶ء کو خطبہ عید الفطر میں اپنی تازہ رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو بڑا باغ کہلاتا ہے وہاں سڑک کے پاس کھڑا ہوں اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم ایسی صحت کے ساتھ کہ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں آپ کو ایسی صحت میں کبھی نہیں دیکھا تھا سیدھی چلتی ہوئی اور تنہا ہیں، کوئی اور ساتھ نہیں ہے وہ میری طرف ایک عجیب پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بڑھتی ہوئی چلی آرہی ہیں۔ گویا میری ہی آپ کو تلاش تھی۔ اس وقت میرے دل کی کیفیت عجیب ہے۔ میں بے قرار ہوں کہ دونوں ہاتھوں سے آپ کا ہاتھ تھاموں اور اسے بوسے دیتا چلا جاؤں۔

حضرت اماں جان (جن کا نام نصرت جہاں پیش نظر رہنا چاہئے۔ اسی میں دراصل بڑی خوشخبری ہے۔ ویسے آپ کی ذات بھی بڑی مبارک تھی اس

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
14,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

میں بھی کوئی شک نہیں۔ لیکن ذات کے ساتھ نام مل کر ایک مکمل خوشخبری بنتی ہے) آپ مجھے دیکھ کر ایک شعر پڑھتی ہیں۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا اور میں اسے خواب کے دوران بھی شرمندگی اور انکساری کی وجہ سے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا، یعنی مجھے دہراتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اس شعر کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ جیسے "شمع کو خود اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے"۔

ناقابل بیان لذت تھی اس شعر میں۔ ایسا روحانی سرور تھا کہ کوئی دوسرا انسان جو اس تجربے سے نہ گزرا ہو اس کو اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس شعر کو حضرت اماں جان نے دو تین مرتبہ پڑھا اور وہی پاکیزہ فرشتوں کی سی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر تھی......... اس کے ساتھ وہ زیر لب وہ شعر پڑھتی رہیں اور میں نے جواب میں کوئی شعر پڑھا اور یہ بتانے کی خاطر کہ میں اس لائق کہاں۔ اس شعر میں ایک پنجابی لفظ استعمال کیا "جی آیاں نوں"۔

حضرت اماں جان مسکرائیں اور مجھے فوراً خیال آیا کہ اس لئے مسکرا رہی ہیں کہ تم اپنے جوش میں یہ بھول گئے ہو کہ اردو میں پنجابی ملا رہے ہو لیکن خواب میں اس رؤیا کے وقت اس سے بہتر محاورہ مجھے نظر نہیں آیا کہ آپ آئی ہیں تو جی آیاں نوں۔ اہل پنجاب اس محاورے کی لذت سے آشنا ہیں۔ بے اختیار جب بہت ہی پیار آئے کسی آنے والے پر اور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھے کہ وہ آنے والا اسے اعزاز بخش رہا ہے، اسکے گھر چلا آیا ہے، تو بے اختیار پنجاب میں خصوصاً عورتوں کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے، یہ نعرہ بلند ہوتا ہے 'جی آیاں نوں'۔ 'جی آیاں نوں'۔

اس کے ساتھ حضرت اماں جان مجھے لے کر جو دارالشیوخ کا علاقہ ہے سڑک کے پار کوئی حویلی ہے اس میں لے جاتی ہیں اور اس پر وہ خواب ختم ہو گئی"۔

حضور نے اس رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اس میں جماعت کے لئے بھی پیغام ہے اور دشمنوں کے لئے بھی کہ تم ایک ملک میں اس کی ترقی روکنا چاہتے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب فرمائے گا"۔

(خطبہ عیدالفطر ۹/جون ۱۹۸۶ء)

اس نصرت الٰہی کی تفصیل میں خصوصی بشارت بھی موجود تھی کہ امام یعنی شمع جو اپنے پروانوں کے لئے بے قرار ہے اسے خدا یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنے پروانوں کے پاس پہنچ جائے۔

اور اردو میں پنجابی ملانے سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ یہ واقعہ اردو دانوں اور اہل پنجاب کے لئے خاص طور پر خوشی کا موجب ہو گا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔

الغرض ان تمام پیشگوئیوں کے الفاظ مختلف ہیں، تمثیلات مختلف ہیں مگر ان کے اندر ایک ربط موجود ہے۔ سب کا منشاء ایک ہی ہے۔ سب کی انگلی ایک سمت اٹھ رہی ہے۔ اور سب نے مل کر ایم ٹی اے کے وہ رنگ پیدا کئے ہیں جو آج کل احمدیت کی سچائی کو دنیا پر آشکار کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

ایم ٹی اے کا سفر

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا نظام جماعت احمدیہ کے لئے محض ایک سائنسی ایجاد نہیں۔ قرآن اور احمدیت کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ یہ محض ایک تکنیکی پروگرام نہیں امام اور جماعت کے باہم تعلق اور بے پناہ محبتوں کا مظہر ہے۔ اس ٹی وی کی نس نس میں قربانیوں اور عقیدتوں کا زندہ لہو دوڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے امام اور جماعت کے مابین پیار کے ایسے اٹوٹ رشتے ہیں جو باہمی دید سے تسکین پاتے ہیں اور صوتی لہروں سے قرار پکڑتے ہیں۔ جماعت آغاز ہی سے اپنے امام کو دیکھنے اور سننے کی مشتاق رہی ہے اور اس میں ہمیشہ زیادتی ہی ہوئی ہے کمی کا کوئی عنصر نہیں لیکن ایک انسان کا دیدار اور سماعت کلام ایک محدود فاصلے سے ہو سکتی ہے۔ غیر معمولی فاصلوں کے لئے سائنسی ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا عجیب فضل ہے کہ جوں جوں جماعت میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اللہ تعالیٰ وہ تمام مطلوبہ ذرائع میسر فرماتا رہا۔

اس ارتقائی عمل کو نقشہ پر دکھایا گیا ہے۔ کس طرح براہ راست خطاب کا نظام عروج کو پہنچتا رہا۔ اور دوسری طرف ریکارڈنگ کا نظام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا اور دونوں نظام ایم ٹی اے پر آکر متصل ہو چکے ہیں۔

☆......☆......☆

امام کا خطاب

براہ راست خطاب	ریکارڈنگ
آواز آگے پہنچانے کے لئے	
آدمیوں کا انتظام	ٹیپ ریکارڈنگ
لاؤڈ سپیکر	ـــــ ویڈیو ریکارڈنگ
ریڈیو پر جزوی استفادہ	
ٹیلی فون کے ذریعہ خطاب	
ٹیلی ویژن	ایم ٹی اے

آیئے اب دونوں نقشوں پر کسی قدر تفصیلی نظر دوڑائیں۔

بدلتے ہوئے مناظر

یہ ۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء کا دن ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ قادیان میں ۷۵ افراد ہمہ تن گوش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سن رہے ہیں۔

۲۵/مارچ ۱۹۰۹ء

جماعت احمدیہ کا دسمبر ۱۹۰۹ء کا جلسہ سالانہ ۲۵/تا ۲۷/مارچ ۱۹۱۰ء منعقد ہوا۔ اس کے شرکاء ۳۰۰۰ سے زائد تھے۔ ۲۵/مارچ کو جمعہ تھا اور کثرت مخلوق کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی آواز دور تک نہیں پہنچ سکتی تھی اس لئے آپ نے چار افراد کو مقرر کیا تاکہ وہ آپ کے مبارک کلمات آگے پہنچاتے رہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب ایسا انتظام کرنا پڑا۔

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)

اس کے بعد حسب حالات یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ اس جلسہ کی حاضری ۲۵۰۰۰ سے زائد تھی

☆......۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ مستورات پر حضرت مصلح موعودؓ کی تمام تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئیں۔

☆......۷/جنوری ۱۹۳۸ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر لگا اور حضرت مصلح موعود نے اس کے ذریعہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

☆......۱۹/فروری ۱۹۴۰ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی اپنے عقائد کے بارہ میں تقریر بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے پڑھ کر سنائی گئی۔

☆......۲۵/مئی ۱۹۴۱ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور ریڈیو سٹیشن سے عراق کے حالات پر تبصرہ کے موضوع پر تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو سٹیشنز نے بھی نشر کیا۔

☆......دسمبر ۱۹۸۰ء: جلسہ سالانہ پر آنے والے غیر ملکی وفود کے لئے غیر زبانوں میں تراجم کا انتظام کیا گیا۔

☆......یکم جنوری ۱۹۸۵ء: ناروے کے سٹیٹ ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا مستقل پروگرام نشر ہونا شروع ہوا۔

☆......۲۴/مارچ ۱۹۸۹ء: احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلی فون براہ راست سنایا گیا۔

☆......۱۸/جنوری ۱۹۹۱ء: حضور کا خطبہ انگلستان سمیت ۶ ممالک میں سنایا گیا۔ یعنی جاپان، جرمنی، ماریشس، امریکہ، ڈنمارک۔

☆......۲۳/جون ۱۹۹۱ء: حضور ایدہ اللہ کا خطبہ عیدالاضحیٰ ۲۴ ممالک میں سنا گیا۔

☆......جولائی ۱۹۹۱ء: جلسہ سالانہ انگلستان پر حضور کے خطابات ۱۱ ممالک میں براہ راست سنے گئے۔ ان کا سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

☆......جولائی ۱۹۹۲ء: جلسہ سالانہ انگلستان براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

☆......۲۱/اگست ۱۹۹۲ء: حضور کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا۔

☆......۷/جنوری ۱۹۹۴ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے روزانہ اور ایشیا اور افریقہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

☆......☆......☆

یکم اپریل ۱۹۹۶ء
ایک سنگ میل

اس تاریخی دن ایم ٹی اے کی ۲۴ گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر لندن میں ایک بہت ہی پر مسرت تقریب منعقد ہوئی جس سے حضور ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا اور ایم ٹی اے کی تاریخ، مقاصد اور درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر جذب و کیف کے عالم میں وجد آفریں خطاب فرمایا۔ یہ خطاب تمام دنیا کی جماعتوں نے براہ راست سنا اور اس دن کو جشن کے طور پر منایا۔

☆......☆......☆

۲۱/جون ۱۹۹۶ء

اس نادر نظام نے ایک اور اہم موڑ لیا۔ حضور کے سفر کینیڈا کے موقعہ پر دو طرفہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس طرح کہ انگلستان میں حضور کا خطبہ نشر ہو رہا تھا اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور تمام دنیا کے احمدی ان دونوں تصاویر کو بیک وقت دیکھ کر حمد و ثنا کر رہے تھے۔ حضور نے اس موقعہ پر فرمایا:

"گزشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دو طرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں......... اب دیکھ لیجئے امام مسجد فضل لندن عطاء المجیب راشد ہمیں سامنے دکھائی دے رہے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ ان کے پیچھے جو مختلف احباب جماعت لندن کے کھڑے ہیں وہ بھی ہاتھ ہلا رہے ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے وہ سن رہے ہیں لیکن ان کے دل کی دھڑکن مجھے بھی سنائی دے رہی ہے۔ یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی۔ اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ بہت پائے کے امام تھے اور عارف باللہ تھے اس میں قطعاً ایک ذرّے کا بھی شک نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔ اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا۔ جہاں تک دو طرفہ رؤیت کا تعلق ہے وہ تو بالبداہت درج ہے اور بعینہ اسی طرح ہو رہا ہے لیکن جہاں تک آواز کا تعلق ہے یہ پیشگوئی نہیں تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو بھی سن سکیں گے۔ پس ایک طرف سے تو یہ آواز پہنچ رہی ہے اور تصویر بھی اور دوسری طرف بھی تصویریں بھی پہنچ رہی ہیں اور یہ آغاز ہے۔ آگے انشاءاللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گی۔ ایک ایسا عالمی جلسہ ہو گا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی نہ کی جا سکے گی۔ اب بھی اللہ

باقی صفحہ نمبر ۲ اپر ملاحظہ فرمائیں

اذکروا موتاکم بالخیر

والد محترم سید محمد شاہ سیفی مرحوم کا ذکر خیر

قبل اس کے کہ میں اپنے والد محترم کا کچھ ذکر خیر کروں ضروری ہے کہ پہلے اپنے دادا جان حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول احمدیت کا واقعہ جو اُنہی کے الفاظ میں کتاب تاریخ احمدیت جموں و کشمیر صفحہ ۶۸۔۷۰ میں درج ہے تحریر کروں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ "میری پیدائش ۱۲۹۹ء ہجری کے شروع میں ہوئی ہے بچپن سے میری یہ آرزو تھی کہ مجھے کوئی ایسا کامل پیر ملے جو سب سے اعلیٰ پایہ کا ہو جس کے ذریعہ میں ہدایت پاؤں بلکہ اس آرزو کے پورا ہونے کے لئے میں بکثرت دُعائیں بھی کرتا تھا۔

دادا جان تحریر کرتے ہیں کہ غالباً ۱۲۔۱۳ سال کی عمر تھی کہ خواب میں اپنے آپ کو یاڑی پورہ میں پایا (اُس وقت میں یاڑی پورہ سے نا آشنا تھا) خواب میں میں نے رسول کریم صلعم کی زیارت کی اور مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رسول کریم صلعم کے بروز اور خادم ہیں۔ میرے والد صاحب سید اسد اللہ شاہ صاحب ہر سال پنجاب میں مریدوں کے پاس دورہ پر جایا کرتے تھے۔ واپسی پر وہاں کے حالات بتاتے تھے یہ بھی بیان کرتے تھے کہ پنجاب کے ایک قادیان نام گاؤں میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کو مناظروں میں لاجواب کرتے ہیں کوئی شخص اُن کے ساتھ مناظرہ کرنے کی تاب نہیں لاتا۔ اور آپ مستجاب الدعوات بھی ہیں اور پیشگوئی بھی بہت کرتے ہیں جو پوری بھی ہوتی ہیں۔۔۔ ان باتوں کا میرے دل پر اثر تھا والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد میں والد صاحب کے ساتھ پنجاب گیا کچھ ٹریکٹ مسیح موعودؑ کے ملے اُن کو بغور پڑھا کئی بار پنجاب جانے کا موقعہ ملا لیکن بیعت کرنی میسر نہ ہوتی تھی ہاں خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ والد صاحب کو میں کہتا تھا کہ قادیان مجھے لے چلو مگر وہ بات کو ٹال دیتے تھے۔ ۱۳۱۳ھ ہجری کو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بیعت کیلئے خط روانہ کیا پھر والد صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں خاکسار لاہور پہنچا وہاں معلوم ہوا کہ حضورؑ خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں گیا جب ایک کھڑکی جس میں شیشہ نہ تھا سے میری نظر چہرہ مبارک پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضورؑ سچے ہیں۔ اُس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کرنے والے آگے آجائیں تو میں اور دیگر دو آدمیوں نے حضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کی اور حضورؑ نے دُعا فرمائی اس موقعہ پر کئی معزز صحابی موجود تھے۔

بحوالہ تاریخ جموں و کشمیر مصنف اسد اللہ کشمیری صفحہ ۶۹۔۷۱۔ دادا جان کی وفات ۱۹۵۷ء کو ہوئی ان کی اولاد میں سید یوسف شاہ صاحب سید محمد شاہ صاحب سید عبد السلام صاحب اور دو لڑکیاں تھیں۔

والد محترم سید محمد شاہ سیفی مرحوم کا ذکر خیر

جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ محترم والد صاحب مرحوم حضرت سیف اللہ شاہؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے دوسرے صاحبزادے تھے اور پیدائشی احمدی تھے تاہم موصوف مرحوم کو یہ ف بھی حاصل ہے کہ جب سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سرینگر سے بذریعہ کشتی کھنہ بل تشریف لائے موقعہ پر آپ نے اُن کے دست بر بیعت کی۔

یہاں ایک واقعہ کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ آپ کو بوجہ احمدی ہونے کے کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے مخالفین احمدیت نے آپ کو کئی بار مقدمات میں پھنسایا اور کافی وقت ضائع کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے طفیل ہر موقعہ پر موصوف کو کامیابی ملی اور دشمن کو ہر موقعہ پر شرمندگی اُٹھانی پڑی۔

اس خاندان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے افراد عالم فاضل گذرے ہیں اور اس خاندان کا سلسلہ حضرت علیؓ کی پینتالیس پشت میں جاکے ملتا ہے جس کا ذکر تاریخ کشمیر اعظمی۔ تاریخ کشمیر سلطانی۔ تاریخ اقوام کشمیر۔ مصنف محمد الدین توف میں ملتا ہے۔

یہ کتب اس وقت بھی موجود ہیں۔

محترم والد صاحب مرحوم اہل قلم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جون ۱۹۵۱ء میں آپ نے حضور علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح میں مندرجہ تعلیم اور دس شرائط بیعت کا بزبان کشمیری الموسوم "دعوت عمل" اشعار کے رنگ میں ترجمہ کیا ہے جو کہ موجود ہے نیز کتاب مسلک الباب والبکاء کے بھی مصنف ہیں۔

آپ ایک پاکیزہ سیرت اور بلند پایہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کئی بار خواب میں بزرگان دین کی زیارت کی ہے خاص کر آپ کو آنحضرت صلعم اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بھی خواب میں زیارت نصیب ہوئی ہے۔ وادی کشمیر میں مدفون کئی اولیاء اور صوفی بزرگان کی بھی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

والد صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر کافی عبور تھا۔ آپ ایک فعّال احمدی سپوت اور ایک نڈر بے خوف داعی الی اللہ بھی تھے ہزاروں لوگوں تک آپ نے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور درجنوں افراد آپ کے ذریعہ حقیقت سے آشنا ہو کر احمدیت میں داخل ہوئے۔

قصبہ بج بہاڑہ میں بوجہ اقلیت میں ہونے کے مرحوم کی شدید مخالفت آخر دم تک ہوتی رہی یہاں تک کہ بائیکاٹ بھی کیا گیا اور قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور مکان پر بھی حملہ کیا گیا مگر موصوف نے اس کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ ہر موقعہ پر ثابت قدم رہے چونکہ آپ ایک اُستاد تھے اس لئے ہزاروں ایسے طالب علم ہیں جنہوں نے آپ سے کچھ سیکھا وہ آپ کے شاگرد رہے ہیں اور بہت سے شاگرد ایسے بھی ہیں جو اچھی اچھی پوسٹوں پر متعین ہیں اس لئے عوام میں آپ کی بہت عزت و قار تھا موصوف جب بھی اپنے قصبہ بج بہاڑہ کھنہ بل اننت ناگ کی سڑکوں سے گذرتے تو آپ کے جاننے اور پہچاننے والے آپ کو السلام علیکم عرض کرتے اور آپ کا احترام کرتے۔ اس کے علاوہ متعدد دیہات میں بھی لوگ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مرحوم فاضل استاد ہونے کے ساتھ ساتھ متقی۔ دیانتدار۔ ملنسار خوش خلق انسان تھے جس کا اپنے اور بیگانے بھی اعتراف کرتے ہیں۔

آپ فارسی۔ اردو۔ کشمیری زبان میں قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی اور پنجابی میں بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کے اشعار مندرجہ ذیل اخبارات و رسالہ جات میں مطبوعہ ہیں۔ رسالہ فرقان۔ بدر۔ الرحمت۔ الفضل۔ الفرقان۔ خدمت۔ روشنی۔ کرم دیر سری نگر وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک شورش پیدا کی گئی اور مخالفت کا طوفان کھڑا کیا گیا تو اُس وقت یہاں بھی مرحوم کو قتل کرنے کی سازش کی گئی جو کہ قبل از وقت بفضل تعالیٰ ظاہر ہو گئی اور سازش کرنے والے شخص نے اس سازش میں شریک ہونے سے سرے سے ہی انکار کر دیا۔ تب موصوف مرحوم نے کہا کہ خدا تعالیٰ جھوٹے کو سزا دے اور اُس کی گرفت کرے۔ چنانچہ دوسرے دن تین بجے شخص مذکور کو اپنے ہی بھائی نے جو دماغی توازن کھو گیا تھا گردن پر کاری ضرب لگائی جس سے وہ شخص وہیں پر مر گیا۔

اسی طرح ۱۹۷۹ء کو جب پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی تو اُس وقت بھی کشمیر میں احمدیوں کے خلاف ایک شور شرابہ کھڑا کیا گیا۔ قصبہ بج بہاڑہ میں بھی اس واحد احمدی فیملی کو تنگ کرنا تو بہت آسان تھا چنانچہ اس موقعہ پر ایک ہجوم نے مرحوم کے مکان پر دھاوا بول دیا اور کھڑکیاں وغیرہ توڑیں۔ چونکہ اس جلوس میں کچھ شرفا بھی اور واقف کار بھی تھے جب موصوف کو یہ آواز دی گئی کہ آپ نیچے آجائیں آپ کو کچھ نہیں ہوگا چنانچہ موصوف نیچے آئے تو کچھ بدمعاش افراد نے آپ اور جماعت احمدیہ کیلئے ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے اس موقع پر جب آپ کی گردن کو مروڑنے کی کوشش کی گئی تو اُس وقت مرحوم کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے یہ کربلا ہے اور امام عالی نے رخصت لی تھی مگر تم نے رخصت بھی لینے نہ دی تم اپنا کام کرو میں نے یہاں آنکھ بند کرنی ہے اور وہاں کھولنی ہے یہ سفر مختصر ہے یہ کہنا ہی تھا کہ کچھ لوگوں نے یہ سن کر مرحوم کو چھوڑ دیا اس طرح آپ کو غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ۔

اس روز مرحوم کو قومی شاہراہ پر بج بہاڑہ میں ایک ٹرک سے ٹکر لگی تھی جس کے بعد آپ کو سرینگر ہسپتال لے جایا گیا تھا مگر زخموں کی تاب نہ لاکر آپ خدا کو پیارے ہو گئے۔

آپ کی وفات کی خبر سن کر وادی کشمیر میں جماعت کے افراد کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے بھی کافی دُکھ اور رنج و غم کا اظہار کیا نیز اس موقع پر

والد صاحب مرحوم نہ صرف خود احمدیت اور خلافت احمدیہ سے صدق دل سے وابستہ رہے بلکہ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ ہی تلقین کرتے رہے کہ سلسلہ احمدیہ اور خلافت احمدیہ سے ہمیشہ اپنے آپ کو وابستہ رکھنا اور اس نعمت کی قدر کرنا مرحوم آخر دم تک اپنے اس عہد پر کاربند رہے جہاں تک ان کی شاعری کا تعلق ہے تو والد صاحب نے متعدد اشعار کہے ہیں۔ نمونۃً چند اشعار درج ذیل ہیں۔

ایاز بنکر ہم نے یہ سب وقت گذارا
ہر دور خلافت کو بااخلاق نبھایا

پیدائشی ہوں احمدی یہمانتے ہیں سب
مہدی پہ میرے باپ نے ایمان تھا لایا

نیز فرمایا:۔

اظہار حقیقت سے ڈرتا نہیں سیفی
تبلیغ ضیاپاش سے مستور نہیں ہوں

والد مرحوم آخرکار ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دن کے چار بجے صورہ میڈیکل انسٹیچیوٹ سرینگر میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کئی ملکی اخبارات نے موصوف کی علمی و ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کی علمی قابلیت کو اُجاگر کیا مثلاً کشمیر ٹائمز۔ ڈیلی ٹیلی گراف۔ ٹریبون۔ ہند سماچار۔ سری نگر ٹائمز۔ آفتاب۔ ہلال نو۔ وغیرہ۔ موصوف چونکہ موصی تھے اس لئے مرحوم بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

قادیان میں ایک کثیر تعداد میں احمدی افراد نے نماز جنازہ ادا کی حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی از راہ شفقت لندن میں مرحوم کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا کرے اور لواحقین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے نیز والدہ محترمہ کو کامل شفایابی عطا کرے۔

(ڈاکٹر سید بشارت احمد سیفی۔ ریجنل امیر جرمنی)

اعلان نکاح

خاکسار کی لڑکی نازیہ بیگم سلمہا کا نکاح عزیز محمد یوسف صاحب ولد مکرم ضمیر احمد صاحب ساکن وڈمان کے ساتھ مبلغ چھ ہزار پچیس روپے حق مہر پر مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم فاضل نے مورخہ ۹۹۔۷۔اکو احمدیہ مسجد وڈمان میں پڑھا۔اس خوشی کے موقع پر خاکسار اعانت بدر ۵۰روپے ادا کر کے رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا کرتا ہے۔ (محمد عثمان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ وڈمان)

☆۔خاکسار کی لڑکی عزیزہ نصرت بیگم صاحبہ سلمہا کا نکاح ہمراہ قدیر احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب ساکن وڈمان ضلع محبوب نگر مبلغ نو ہزار پانچ صد اکاون روپے مہر پر محترم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے مورخہ ۹۹۔۵۔۱۰کو بمقام مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ پڑھا۔اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث برکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔اعانت بدر ۵۰روپے۔ (نذیر احمد طاہر سیکرٹری تحریک جدید چنتہ کنٹہ)

خاکسار کے بھائی مکرم حاجی مظفر احمد صاحب ابن مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم ساکن خانپور ملکی کا نکاح عزیزہ شبنم شگفتہ بنت مکرم اکبر حسین صاحب آف خانپور ملکی کے ہمراہ مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے مورخہ 99-6-15 کو خانپور ملکی میں پڑھا۔
احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
(اعانت بدر-/51روپے)(فہیم احمد مونگھیر)

دُعائے مغفرت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی مکرم شریف احمد صاحب ابن سلطان احمد ماسٹر صاحب ۳۰ جون ۹۹ کو وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں دو بڑی لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے۔

مرحوم عبادت گذار ملنسار اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے اور بچیوں کے بہتر رشتے ملنے کیلئے بھی درخواست دُعا ہے۔

(ایم اے شکیل بھٹی مسکرا)

تبصرہ

نام کتاب : دینی نصاب نو مبائعین کی تربیت کیلئے
مرتبہ : نظارت نشر و اشاعت
صفحات : 321
سن اشاعت : جون1999
پبلشر : نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ضلع گورداسپور۔پنجاب

الحمد للہ کہ ہر سال ہندوستان میں بھاری تعداد میں متلاشیان حق بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوتے چلے جارہے اور امسال بھی یہ تعداد پندرہ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔اس بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے نظارت نشر و اشاعت نے نو مبائعین کی تربیت کیلئے یہ دینی نصاب شائع کیا ہے۔

تین صد اکیس صفحات کی یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں۔

☆۔ارکانِ اسلام ☆۔فقہی مسائل ☆۔بد رسومات سے اجتناب ☆۔احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافی مسائل ☆۔تاریخ اسلام۔☆نظام جماعت احمدیہ و اخلاقیات ☆۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام اور۔☆۔بعض یاد رکھنے کی ضروری باتیں درج کی گئی ہیں۔

اُمید ہے کہ اگر نو مبائعین اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آگے چل کر نہ صرف جماعت کیلئے مفید وجود بن سکیں گے بلکہ اوروں کی تربیت کرنے کے بھی قابل ہو جائیں گے انشاءاللہ وباللہ التوفیق (ادارہ)

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دُعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ربوہ۔پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

.Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 48 Thursday, 19th Aug, 1999 Issue No : 33

☎ (091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

بوسنیا میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی، متعدد افراد کا قبول احمدیت

تعلیم القرآن اور معلمین کلاسز کا انعقاد۔ مخالفت کے باوجود نومبائعین کی ثابت قدمی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔

محترم مربی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ سراجیوو میں کوسووا کے مہاجرین کے ایک کیمپ میں جاکر اسلام کا حقیقی پیغام پہنچایا ان کے آٹھ افراد کو مختلف اوقات میں سنٹر میں آنے کی دعوت دی جس کے نتیجے میں انہیں نمازوں کی عملی رنگ میں ادائیگی کا طریق سکھایا گیا اسی طرح ایک سنٹر میں انگلش سکھانے کا بھی بندوبست کیا گیا۔

سنٹر میں نماز مغرب کے بعد درس قرآن کریم کا بھی اجراء کیا گیا ہے جس میں چند آیات کی تلاوت کے بعد ان کا بوسنین اور البانین زبانوں میں ترجمہ اور تشریح بیان کی جاتی ہے۔ نیز مقامی لوگوں کو ان کے کاموں کے سلسلہ میں مطلوبہ مقامات تک پہنچانا اور واپس لانا اور پھر بیرون ممالک سے بذریعہ ٹیلیفون موصول ہونے والے پیغامات متعلقہ افراد تک پہنچانا اور اسی طرح کی دیگر خدمات بھی محترم مربی صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔

بوسنیا کے ایک شہر تُزلہ (جو کہ سراجیوو سے کم و بیش ۲۲۵ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے) کے قریب ایک کیمپ میں جاکر حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا۔ نیز ان میں سے قبولیت احمدیت کی سعادت پانے والے بعض افراد کو سراجیوو لاکر ان کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا اور اب وہ لوگ معلم کے طور پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے بچوں کی کلاس لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیہ سنٹر میں مہمانوں کو آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے جماعت کا تعارف وسیع ہوتا ہے اسی طرح مختلف مساعی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ جلد اس پیغام کو قبول کر کے سلسلۂ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پاتے ہیں۔ دوران سفر ایک دوست کو پیغام پہنچایا اور لٹریچر دیا بعد میں انہوں نے فون پر جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹۰ کے لگ بھگ افراد کو جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت عطا ہوئی۔ الحمد للہ۔ اللھم زد و بارک و ثبت اقدامھم۔

طالبعلموں اور عرب احباب تک بھی پیغام پہنچایا گیا جس کے نتیجہ میں بعض وہابی افراد کی طرف سے نواحمدی احباب کو ارتداد پر اکسایا گیا اس مقصد کے پیش نظر مناظرہ کی شکل میں ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد کی گئی جس کے نتیجہ میں نواحمدی نوجوان احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عقائد میں مزید پختہ ہو گئے اور مخالفین اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد رہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ دعا ہے اللہ تعالیٰ محترم مربی صاحب کی خدمات کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے انہیں مزید کامیابیاں عطا فرماتا رہے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا قیام جلد عمل میں آئے۔ (رپورٹ مکرم وسیم احمد صاحب مبلغ بوسنیا) (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: ایک مقدس خواہش ..... از صفحہ 9

تعالیٰ کے فضل سے اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔ لیکن اس کے باوجود جو عشق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سے تھا اس میں بارش کے قطروں کے ان گنت ہونے سے ذرہ بھر بھی اظہار محبت میں کمی نہیں آتی تھی بلکہ آنحضورؐ کے متعلق یہ پختہ مصدقہ روایت ہے کہ بعض دفعہ بارش ہوتی تو بارش کا پہلا قطرہ اپنی زبان نکال کر زبان پر لے لیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے۔ وہ بارش جو بے انتہا ہوتی ہے، جس کے قطروں کا شمار ممکن نہیں اس میں پہلے قطرے کو زبان پر لے لینا ایک بے انتہا عشق کا اظہار ہے"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۹/اگست ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

۷/جولائی ۱۹۹۶ء

یکم اپریل ۱۹۹۶ء سے شروع ہونے والی ۲۴ گھنٹے کی نشریات سے مشرق وسطی کے بعض ممالک اور افریقہ اور مشرق بعید کے بعض ممالک محروم تھے۔

۷/جولائی ۱۹۹۶ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہو گیا۔ اس سلسلہ میں محمود ہال لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر مشتمل گیت گائے اور افریقن ممالک سے اس دن تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹/جولائی ۱۹۹۶ء)

☆......☆......☆

دوسرا رخ

اس سفر کی دوسری پڑی فونوگراف کے ذریعہ ریکارڈنگ سے تیار ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ کے پاس ایک فونوگراف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پتہ چلا تو آپ نے انہیں خط لکھا کہ جب قادیان آئیں تو فونوگراف لیتے آئیں۔ حضور اقدس کا منشاء تھا کہ حضور کی تقریر اس میں ریکارڈ کر کے بیرونی ممالک میں بھیجی جائے جو دعوت الی اللہ کا موجب ہو۔

۲۰/نومبر ۱۹۰۱ء کو قادیان میں فونوگراف میں ریکارڈنگ کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس موقعہ پر ایک نظم تحریر فرمائی۔

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے اسی وقت یہ نظم اور حضور کے نعتیہ قصیدہ

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست درکان محمد

کے اشعار خوش الحانی سے ریکارڈ کئے۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب کی آواز میں قرآن شریف کی تلاوت ریکارڈ کی گئی۔ اسی روز بعد نماز عصر قادیان کے آریوں شرمپت وغیرہ مردوں اور ہندو عورتوں کو یہ ریکارڈ سنایا گیا۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک مختصر تقریر جو سورہ عصر کی تفسیر پر مشتمل تھی ریکارڈ کی گئی۔

(اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۴۷۳ تا ۴۷۹۔ از ملک صلاح الدین صاحب، طبع اول قادیان ۱۹۵۲ء)

گو حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک آواز ریکارڈ نہ ہو سکی اور دیگر آوازیں بھی ضائع ہو گئیں مگر یہ واقعہ آئندہ ہونے والے واقعات کے لئے تمہید بن گیا۔ اس کے بعد جماعت میں ٹیپ ریکارڈنگ کا دور شروع ہوا اور جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقاریر ریکارڈ کی گئیں۔ یہ سعادت سید عبدالرحمٰن صاحب (متوطن امریکہ) کے حصہ میں آئی۔

(اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ حاشیہ۔ از ملک صلاح الدین صاحب، طبع اول قادیان ۱۹۵۲ء)

☆......۲۷/دسمبر ۱۹۵۲ء: اس وقت حضرت مصلح موعود کی قدیم ترین ٹیپ شدہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کی ہے بعنوان تعلق باللہ۔

☆......دسمبر ۱۹۵۳ء: سیر روحانی کی مشہور تقریر نوبت خانے ریکارڈ کی گئی جو جماعت میں بہت مقبول ہے۔

☆......خلافت ثانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی چند ویڈیو فلمیں تیار کی گئیں۔

☆......دسمبر ۱۹۶۰ء: حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب سے پہلے ۱۹۵۳ء کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا۔

☆......دسمبر ۱۹۶۱ء: جلسہ سالانہ مستورات میں حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء سنائی گئی۔ نیز مردانہ جلسہ گاہ کی کئی تقاریر کی ریکارڈنگ سنائی گئی۔

☆......دسمبر ۱۹۶۲ء: جلسہ سالانہ مستورات میں مردانہ جلسہ گاہ کی کئی تقاریر کی ریکارڈنگ سنائی گئی۔

☆......دسمبر ۱۹۶۳ء و ۱۹۶۴ء: جلسہ مستورات میں حضرت مصلح موعود کے پیغام کی ریکارڈنگ اور کئی دیگر تقاریر کے ریکارڈ سنائے گئے۔

☆......دسمبر ۱۹۶۵ء: جلسہ مستورات میں حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور حضرت سیدہ مہر آپا کے خطاب بذریعہ ٹیپ سنے گئے۔

☆......۱۹۸۴ء: لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطاب کی کیسٹس تمام دنیا میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ سلسلہ ایم ٹی اے کے آغاز تک جاری رہا۔

☆......۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء: ربوہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی ۶۸ویں مجلس شوریٰ کے لئے حضور کا خصوصی ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا۔

☆......۱۹۸۹ء: صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ویڈیو ریکارڈ شدہ پیغام تمام عالم میں مشتہر کیا گیا۔

الحمد للہ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ دونوں نظام اکٹھے ہو گئے اور جماعت اپنے امام کے براہ راست خطاب بھی سن رہی ہے اور سابقہ خطابوں کی ریکارڈنگ بھی۔

یہ مضمون مکرم عبدالسمیع خان صاحب کی کتاب "احمدیت کا فضائی دور۔ ایم ٹی اے کے اثرات و برکات" سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے شائع کی ہے۔

اہلِ وطن کو وطنِ عزیز کا ۵۲واں

یوم آزادی مبارک

نیک تمناؤں کے ساتھ

(ادارہ)